WWW.PAKSOCIETY.COM

سمیرا حمید

یارم

آٹھویں قسط

شعلہ زن غاروں سے چمگادڑیں کسی سام (زہر دینے والے) کی طرح اڑ کر اس کے وجود کے گرد منڈلانے لگیں اور پاتال نے اپنے وجود میں اس کی موجودگی کا بگل بجایا۔

"عالیان مارگریٹ"

اس نے آنکھیں کھولیں اور جانا کہ اندھیرے کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا۔ جس سفر کی چاہ نہیں تھی۔ وہ سفر بہت شوق سے اسے اپنے ساتھ گھسیٹ رہا تھا۔

اس کا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا یا اندھیرا اس کے وجود سے نکل کر کمرے میں پھیلا تھا۔ اس کا فیصلہ کرنے والا وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ اس نے ایک گہری سانس لی۔ وہ اپنے زندہ اور مردہ ہونے کی تصدیق کر رہا تھا۔ اپنے زندہ ہونے کا صدمہ اس نے بڑے صدمے سے جھیلا۔ وہ اس احساس سے گزرا جو زندہ لوگوں کا شیوہ نہیں ہوتا۔

اسی رات لیڈی مہر اسے اپنے ساتھ امریکہ

مکمل ناول

Copied From Web

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

شارلٹ کے گھر لے آئی تھیں۔ اسے سکون آور ادویات اور نیند کی گولیاں دی گئی تھیں۔ پھر بھی وہ ایک اچھی نیند حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ وہ غنودگی میں بڑبڑاتا رہا اور ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتا۔ لیڈی مہر نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا ہوا تھا اور وہ مسلسل اس پر پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھیں۔ انہیں ڈر تھا کہ اس کا نروس بریک ڈاؤن نہ ہو جائے۔ اس کی آنکھوں کے گرد ویسے ہی گہرے گڑھے بن گئے تھے جو اس کی ماں کی آنکھوں پر قابض رہے تھے۔

مارگریٹ کو وہ اس اسپتال سے جانتی تھیں، جہاں وہ اپنے چیک اپ کے لیے جایا کرتی تھیں۔ مارگریٹ اکثر ان سے عالیان کا ذکر کرتی۔ اس کے مرنے کی خبر معلوم ہونے کے بعد انہوں نے بہت مشکل سے عالیان کو ڈھونڈا تھا۔ انہیں مارگریٹ جیسی معصوم دل لڑکی کی موت پر اتنا دکھ تھا کہ وہ کئی راتیں روتی رہی تھیں۔

عالیان کو پہلی بار دیکھنا کسی صدمے جیسا تھا۔ اتنے سے بچے کی صورت میں مارگریٹ کے آخری ایام رچے بسے تھے۔ اس کے مجسمہ وجود میں مارگریٹ کے رنگ اتنے گہرے تھے کہ انہیں خوف محسوس ہوا کہ یہ بچہ نارمل زندگی نہیں گزار سکے گا۔ وہ دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ ہونے میں وقت نہیں لے گا اور اسی خوف کے سہارے انہوں نے پھونک پھونک کر قدم رکھے تھے۔ اسے ریزہ ریزہ جوڑا تھا۔ اسے دعاؤں اور محبت سے تعمیر کیا تھا۔ اس میں "انسان" لقب کندہ کیا تھا۔

اور ان کے شاہکار کو ولید ایک دھکے سے پاش پاش کر گیا تھا۔ انہیں اس سب کا ڈر تھا۔ اسی لیے ولید کو اس سے دور رکھ رہی تھیں۔ جن بچوں کے والدین کے ساتھ سانحات گزرے ہوں، وہ بچے اس سانحے کی پرچھائیں بن جاتے ہیں۔ وہ نارمل ہو کر ابنارمل ہونے میں وقت نہیں لیتے۔ انہیں سوئی بھی چبھے تو وہ اپنے پرانے دردوں پر رونے بیٹھ جاتے ہیں۔ ایسے بچے جنہوں نے معمول سے ہٹ کر بچپن گزارا ہو وہ کرب کی ساری سرحدوں کو چھو کر آئے لگتے ہیں، وہ رونے کے لیے کسی جلد باز کی طرح تیار رہتے ہیں اور خوش ہونے پر وہ خود کو خود ہی حیرت سے دیکھتے ہیں۔

بمشکل دو گھنٹے کی نیند لے کر وہ اٹھ بیٹھا اور گھنٹوں ہی پانی سے کھیلتا رہا۔ پانی کی بوندوں کو دیکھ کر اس نے سوچا، وہ پانی ہی ہوتا۔ بہہ جاتا۔ نشان چھوڑ جاتا اور مٹ جاتا۔ واش روم میں موجود ایک ایک چیز کو اس نے خوش قسمت جانا، وہ ایک چیز پر نظر رکھتا، سوچتا اور اگلی کی طرف ٹھہر جاتا۔ خود کو بے وقعت کرنے میں اس نے وقت نہ لیا اور وضاحت سے جان لیا کہ بدقسمتی "زندہ ہونا ہے۔" اور خوش قسمتی بے جان ہونا۔

اس نے گرم پانی کا استعمال نہیں کیا تھا اور ٹھنڈے پانی کے استعمال نے بھی اسے ٹھنڈا نہیں کیا تھا۔

اس کی شکست و ریخت کے ذرے سال خوردہ ہو چکے لمحوں کی سطح پر تیرتے اسے ترس کھائے دیکھ رہے تھے۔ وہ ابھی یہ طے نہیں کر سکا تھا کہ اسے سب سے زیادہ ماتم کس کا منانا ہے۔ اپنی ماں کا... ماں کے شوہر کا یا ان دونوں کی اولاد یعنی اپنا... اور سب سے زیادہ نوحہ کناں اسے کس احساس پر ہونا چاہیے، اپنی محبت پر... مارگریٹ کی محبت پر یا "تھو" سے بھی کمتر اپنی حیثیت پر...

"جورڈن اور شارلٹ کسی فلمی پارٹی میں جا رہے ہیں، تمہیں بھی لے جانا چاہتے ہیں۔" آخر کار جب وہ واش روم سے باہر آچکا تو بہت صبر سے اس کا انتظار کرتی۔ ماما مہر نے انداز میں شوق بسا کر اسے لالچ سا دیا۔

"میں کیا کروں گا جا کر؟" تولیے سے وہ اپنے گیلے بال رگڑ رہا تھا اور اپنی آنکھوں کی سرخی چھپا رہا تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنسنے کے سفر میں مبتلا لگتی تھیں اور ان پر تنی کمانیں زخمی گھڑسوار کی طرح بس زمین پر آ گرنے کو تھیں اور اس کی خوب صورتی وہ بازگشت لگنے لگی تھی جو صحراؤں میں پیاسے جانور ریت میں

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ریت ہونے سے پہلے سنتے ہیں۔

"فلمی ستاروں کو دیکھنا... اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو فورا" چلی جاتی۔" انہوں نے آواز میں اتنا جوش بھر لیا کہ بس وہ ضرور ہی چلا جائے۔

"خدا نہ کرے کہ آپ میری جگہ ہوتیں...."

قد آدم کھڑکی کے پاس بیٹھ کر وہ شارلٹ کے گھر کے وسیع باغ کو دیکھنے لگا۔ شارلٹ پودوں کی کانٹ چھانٹ میں مصروف تھی۔

"میں عالیان ہوتی تو دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان ہوتی۔" وہ بھی کھڑکی کے پاس اس کے سامنے ذرا سے فاصلے پر بیٹھی تھیں۔ شارلٹ نے کٹر سے ایک غیر ضروری شاخ کو کاٹا۔ اسے لگا اس کٹر سے کٹی غیر ضروری شاخ وہ ہے۔

"آپ مجھ سے اتنا پیار کیوں کرتی ہیں؟" وہ باپ کا ڈسا تھا۔ اب اسے ہر محبت پر شک تھا۔

"میں تم سے اس سے بھی زیادہ پیار کیوں نہ کروں۔ میری محبت پر تمہیں شک نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے محبت کو ہمیشہ باوضو رکھا ہے، میں ایک مکمل انسان نہیں ہوں۔ لیکن اپنی محبت کو میں نے نامکمل نہیں رہنے دیا۔"

"مجھ میں ایسا کیا ہے ماما جو آپ... آپ مجھ سے..." اس کی آنکھیں نم ہو کر اور اندر کو دھنسنے لگیں، جس نے خود پر محبت کو فرض کر لیا تھا۔ وہ اب "محبت" پر سوال اٹھا رہا تھا۔ وہ محبت پر اپنے ایمان سے جا رہا تھا۔

"تم میں ایسا کیا نہیں ہے جو تمہیں سینے سے لگا کر نہ رکھا جائے۔ تم ایک شخص کے پیمانے سے دوسروں کے پیمانے نہیں ناپ سکتے۔"

شارلٹ غیر ضروری شاخیں کاٹتی ہی جا رہی تھی۔ اس نے خود کو قریب الوقت کٹ جانے والی شاخ پایا اور وہ اپنے ہی اندر سہم گیا۔

"آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ وہ مجھے ڈھونڈ رہا ہے؟"

"کیونکہ میں یہ جانتی تھی کہ وہ تمہیں کیوں ڈھونڈ رہا ہے' اس کے پاس وجہ نہ ہوتی تو میں فورا" اسے تمہارے پاس لے آتی۔ عالیان میں نے بہت محنت سے سب بچوں کو ان کے دکھوں سے نکالا تھا اور تمہیں خاص طور پر... تم بہت حساس رہے ہو' میری گود میں سوتے تم ان باتوں کو دہرایا کرتے تھے جو مارگریٹ کیا کرتی تھی' میں نے اینٹ اینٹ تمہیں جوڑا ہے۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ آکر تمہیں مسمار کر جائے اور میں نہیں چاہتی کہ یہ کام تم اپنے ساتھ اب کرو... اگر میری محبت کی کچھ قدر کرتے ہو تو پھر سے میرے عالیان بن جاؤ...."

"آپ جانتی تھیں سب...؟"

شارلٹ کے کٹر میں تیزی آگئی تھی۔ شاید وہ سارا باغ کاٹ ڈالے... کوئی پھول باقی نہ رہے... سارے باغ کی بہار اجڑ جائے۔

"ہاں! دو سال پہلے اس کا ایک آدمی آیا تھا۔ اس وقت اسے صرف شک تھا کہ تم میرے پاس ہو' خوش قسمتی سے ایک خاتون جو اسی سینٹر سے بچہ گود لے گئی تھی۔ اس بچے کی ماں کا نام مارگریٹ تھا۔ وہ عورت برطانیہ چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلی گئی۔ یہ لوگ اسے ڈھونڈتے رہے۔ کڈز سینٹر نے کسی بھی طرح کی غیر ضروری معلومات کسی کو بھی نہیں دی تھی' لیکن یہ تھوڑا بہت معلوم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے وہ سارے والدین کھنگال لیے جنہوں نے بچے گود لیے تھے۔ آخر میں ان کا شک پھر مجھ پر ٹھہر گیا۔ ڈینس کو ناروے بھیج کر میں نے سب معلوم کروا لیا تھا اور اس نے مجھے بتایا کہ ولید کو عالیان کیوں چاہیے' مجھے اس کی کم ظرفی پر دکھ ہوا اور میں جانتی تھی کہ تمہیں حقیقت معلوم ہو گئی تو تم بھی اچھا محسوس نہیں کرو گے۔ مجھے تمہاری تعلیم کی فکر تھی۔ لیکن ایک وقت میں' میں یہ بھی چاہتی تھی کہ تم خود اس سے مل لو... ایک بار... سب جان کر' اس طرح تمہیں تکلیف نہ ہوتی۔ اگر ڈینس' مارک اور باقی سب دوسرے ملکوں میں نہ ہوتے

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تو وہ تم تک جلدی پہنچ جاتا۔ انہیں یہ ہی شک رہا کہ تم دنیا میں کہیں اور موجود ہو۔"

عالیان کی آنکھیں سرخ ہوتی جارہی تھیں۔ اس کے سامنے ہارٹ راک کا وہ ہال گھوم رہا تھا جس کی زمین پر ولید کھڑا تھا۔ اس کی انگلی اس کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور تمسخرانہ قہقہے لگانے کے لیے اس کا ذہن بے تاب لگتا تھا۔

"تم اسے معاف کردو عالیان تم میرے بیٹے ہونا؟"

"میں اس کے پاس جاؤں گا... اور تمام شیئرز اپنے نام لگاؤں گا۔"

"تم مجھے دکھ دے رہے ہو... تم میرے عالیان کو گم کررہے ہو۔"

"میری ماں کی زندگی کے نقصان کے ہرجانے میں اس کا کچھ تو نقصان ہونا چاہیے ناماما۔" کہتے اس کا انداز سخت تھا۔

"نقصان اس کا نہیں تمہارا ہوگا۔ اپنی زندگی کے قیمتی وقت کو تمہیں اس شخص کے لیے برباد نہیں کرنا چاہیے۔ میں جان گئی ہوں کہ تم اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو۔ تم ان شیئرز کو کوڑیوں کے مول بیچ دوگے لیکن..."

"نہیں میں چیرٹی کردوں گا۔"

"تمہیں خود کو تھکانے کی ضرورت نہیں...

تمہیں بدلہ لینے کے لیے نہیں پیدا کیا گیا۔ انصاف کا ترازو اللہ کے ہاتھ میں ہی رہنے دو... تم بس آگے بڑھو۔"

"میں تو بہت پیچھے چلا گیا ہوں۔"

"شارلٹ کچھ دیر ستا کیوں نہیں لیتی۔" کہہ کر اس نے شارلٹ کے بارے میں سوچا' جس کا کنڑول والا ہاتھ تیزی سے چل رہا تھا۔

آج سے بہار ختم ہونے کو ہے... ستم ظریفی قسمت پر راج کرنے کو ہے... مقاصد زندگی پر نظرثانی کی جائے اور متاع جان کی تعریف بدلی جائے گی۔

"تو آؤ پھر بھاگ کر واپس اپنی جگہ پہ... کیا میرے ہوتے تمہیں کہیں لاپتا بھٹکنے کی ضرورت ہے۔ میں جانتی ہوں تم اس وقت کیا سوچ رہے ہوگے' لیکن عالیان! انسان کے پاس دو آنکھیں ہوتی ہیں جو وہ دیکھتی ہیں جو اس کے سامنے ہوتا ہے۔ قدرت کی ہر ساعت آنکھ ہے۔ ہر ساعت انصاف ہے۔ ہر ساعت حساب ہے۔ تم مارگریٹ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہو' اس سے بڑھ کر اس کے لیے کیا انعام ہوگا۔ تم ولید کا نام بھی لینا پسند نہیں کرتے۔ اس سے بڑھ کر اس کے لیے کیا سزا ہوگی۔ عالیان ہم چاہتے ہیں کہ جو برا کرے جو برا ہو اس کے ساتھ اس سے بھی زیادہ برا ہو۔ بس اسی ایک خواہش سے ہم بھی اس برے انسان جیسے برے بن جاتے ہیں۔ تم اسے فراموش کردو اور یہ ہی سزا کافی ہے اس کے لیے۔ اگر تم بدلے کے پلڑے میں جا بیٹھے تو میری محبت کا پلڑا کبھی نہیں جھکے گا۔ تم سوچ لو' تمہیں ولید اور مجھ میں سے کس کے پلڑے کو وزنی کرنا ہے۔" آنسو بڑی روانی سے لیڈی مہر کی آنکھوں سے نکلے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی ان کی عمر بھر کی کمائی لے جاکر کنویں میں پھینکنے والا تھا۔

عالیان ان کے قریب زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر آنکھوں سے لگا لیے۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے میری پرورش کی لاج رکھ لی اور تم وہاں سے آگئے... تم میرے بیٹے ہو۔ تم نے یہ ثابت کردیا۔ تمہیں اللہ کے انصاف پر ایمان رکھنا چاہیے۔" اس کی نظریں پھر سے شارلٹ پر جا ٹھہریں۔

"اسے فراموش کردینے کی سزا دوں؟" اس نے خود سے پوچھا۔

"اسے معاف نہیں کرسکتے تو اس کے خیال کو ترک کردو۔ دنیا میں اس انسان سے بڑھ کر کوئی بدنصیب نہیں ہوتا' جس کے وجود کو لاوجود مان لیا جائے۔ اس کے ہونے کو نہ ہونا کردیا جائے۔"

شارلٹ نے ایک ملائرانہ نظر باغ پر ڈالی' اس نے

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بہت دل لگا کر کانٹ چھانٹ کی تھی۔

"اور امرحہ کو بھی معاف کر دو۔" ان کی آواز نرم ہو گئی۔

"کر دیا معاف اور ترک بھی کر دیا۔" اس نے ٹھنڈے انداز میں کہا اور اس پھول کو گرتے ہوئے دیکھا جو شارلٹ کے کٹر سے حادثاتی طور پر کٹ کر نیچے ہی نیچے گر رہا تھا۔ شارلٹ کے چہرے پر افسردگی چھا گئی۔ جیسے اس نے کسی زندہ انسان کا خون کر ڈالا ہو۔

"میں ژکار عالم... میں سنگ آستاں"

"میں لوح نگینہ ساز... میں لوح شعلہ بیاں"

عفونت میری گزر گاہیں

میں جمال... میں کمال... میں ابہام...

میں گیپنت ہوں

"میں قسمت ہوں۔"

✡ ✡ ✡

ویرا ایلکسی اور پاپا کے ساتھ اسکیٹنگ کر رہی تھی۔ ایک راؤنڈ میں اس نے ان دونوں کو ہرا دیا تھا۔ اب وہ دوسرے راؤنڈ کی طرف بڑھ رہی تھی اور کافی آگے نکل آئی تھی کہ اس کی جینز کی جیب میں رکھا فون فل وائبریشن کے ساتھ بجنے لگا۔ سوائے ایک کال کے اس نے سب کالز کو "سائلنٹ" پر رکھا تھا اور وہ ایک کال عالیان کی تھی۔ اپنی رفتار ذرا آہستہ کر کے اس نے فون ریسیو کیا۔

"کہاں تھیں فرش میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے؟"

جواب میں خاموشی ملی، پھر یہ سوال "کیا برننگ مین نائٹ پر پوچھا گیا اپنا سوال تمہیں یاد ہے ویرا؟"

"ہاں!" اپنی رفتار کو اس نے بالکل روک لیا اور سڑک کے کنارے لگے لیمپ پوسٹ کے ساتھ ٹک کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر جا بجا خون کی لہریں دوڑ گئیں اور اس نے اپنے دل کی دھڑکن کسی ساز کی طرح سنی، جسے سنتے ہی ایڑیاں بل کھانے لگتی ہیں۔

"مجھے تم جیسی لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کر کے بہت خوشی ہو گی ویرا۔"

ایلکسی جوش سے نعرے لگاتا ہوا ویرا کے پاس سے گزرا۔ "ویرا! تمہارا یہ پرانا ٹرک اب نہیں چلے گا۔" وہ چلاتا دور ہوتا گیا۔

وہ مسکرانے لگی۔ "اور..."

"میں مانچسٹر میں تمہاری واپسی کا انتظار کروں گا۔" کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

ویرا اور زیادہ مسکرانے لگی۔

"تم ہار جاؤ گی ویرا۔" اس کے پاپا بھی چلاتے ہوئے اس کے قریب سے گزر کر آگے نکل گئے۔

ویرا نے موبائل واپس جیب میں رکھا اور اپنے جوتوں تلے لگے پہیوں کو اس نے اس زور سے سڑک پر رگڑا جیسے وہ کسی جہاز کے پہیے ہوں اور اڑان بھرنے سے پہلے رفتار پکڑ رہے ہوں۔

پہلے اس نے پاپا کو پیچھے چھوڑا اور پھر وہ ایلکسی کے پیچھے لپکی۔

دوسری طرف امرحہ اپنی کلاس لے کر نکل رہی تھی کہ کارل اس کے پاس آیا۔ دو دن اسے بخار رہا تھا۔ وہ آج ہی یونی آئی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے تمہاری امرحہ؟"

"میں ٹھیک ہوں شکریہ۔" وہ الفاظ ضائع نہ کرتی تو اس کی شکل بتا رہی تھی کہ وہ کتنی ٹھیک ہے۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

"مجھے معلوم تھا تم آؤ گے... حساب لینے۔"

"نہیں، اس بار تم نے غلط سمجھا مجھے، میں حساب لینے نہیں بات کرنے آیا ہوں۔"

دونوں ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے۔

"میں گھر گیا تھا تم سے ملنے۔ تم کافی بیمار تھیں میں واپس آ گیا۔"

"مجھے سادھنا نے بتایا تھا اور مجھے خوف آیا تھا تم سے۔"

"اور میں تمہارے بیمار ہو جانے سے ڈر گیا۔"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کہ میں جلدی نہ مرجاؤں؟"

"تمہیں مرنے کی بات نہیں کرنی چاہیے امرحہ... زندگی کی روشنی کو ایسی باتوں سے مدھم نہ کرو۔"

امرحہ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں مسلیں۔

کارل گردن اس کی طرف موڑے اسے دیکھ رہا تھا اور اسے لگ رہا تھا کہ وہ دوسرے عالیان کو ہی دیکھ رہا ہے۔ اس کی خاموشی بھی اس کی خاموشی جیسی تھی۔

"عالیان امریکہ میں ہے۔" اس نے یہاں سے بات شروع کرنا مناسب سمجھا۔

"میں جانتی ہوں۔" امرحہ کی ایک دوسرے میں پیوست ہتھیلیاں لرزنے لگیں۔

"تم ایک اچھی لڑکی ہو امرحہ!" وہ نرمی سے بولا۔

"اب اس پر مجھے یقین نہیں رہا۔" وہ تلخی سے بولی۔

"میں یہ دعوا کرتا ہوں کہ تم عالیان کو سمجھیں ہی نہیں۔ تمہیں کچھ وقت لگا کر اور کچھ عقل استعمال کرکے اسے سمجھنا چاہیے تھا امرحہ! جب اس نے تمہیں پرپوز کیا تھا تو میرے لیے یہ عام سی بات تھی۔ عالیان نے میرے کتنے بریک اپ کروائے۔ وہ صرف اتنا کرتا کہ میری فرینڈز کے ساتھ اچھی طرح سے بات کرلیتا وران کے ساتھ کچھ وقت گزار لیتا اور ان کے لیے یہ ہی کافی ہوتا۔ یہ سب میرے لیے عام باتیں تھیں۔ مجھے معلوم ہوتا کہ وہ تم سے بریک اپ کے بعد اس حالت میں آجائے گا تو میں کبھی ایسا نہ کرتا۔ میرے لیے وہ ایک مذاق تھا اور اب اندازہ ہوا کہ وہ کافی بے ہودہ مذاق تھا۔ مجھے بعد میں یہ احساس ہوا کہ اسے

کس قدر برا لگا کہ اس کی مدر پر سوال اٹھے۔ میں اپنی ماما سے نہیں ملا لیکن اگر کوئی میرے والدین پر سوال اٹھاتا تو میں اسے سبق سکھا دیتا۔ لیکن عالیان نے کچھ نہیں کیا۔ اس نے میرے پوچھنے پر کہا کہ اگر انسان درگزر نہ کرسکے تو اسے صبر کرنا چاہیے۔ ورنہ خاموش رہنا چاہیے۔ اس نے درگزر بھی کیا اور وہ خاموش بھی رہا۔ اس کی ڈائری جو کہ میں اسے بتائے بغیر بہت آرام

سے پڑھ لیتا ہوں۔ میں اس نے ایک جگہ لکھا۔ "میرا یہ افسوس جاتا ہی نہیں کہ مجھ سے کسی کھلونے کی طرح کھیلا گیا۔ میرا یہ دکھ کم ہونے میں نہیں آرہا کہ جو مجھے سب سے سچا لگا تھا وہ میرے ہی منہ پر مجھ سے جھوٹ بول گیا۔"

اور اس نے ایک جگہ لکھا کہ "جو لڑکی میرے لیے پہلی تھی اس کے لیے میں آخری بھی نہیں تھا۔"

اور اس نے یہ لکھا کہ "بہت دکھ ہوتا ہے اس وقت کہ جس کے لیے ہم ساری دنیا کو پیچھے چھوڑ دیں اور وہ خود دنیا میں آگے نکل کر ہمیں پیچھے اکیلا چھوڑ دے۔"

کہہ کر کارل خاموش ہوا اور پھر بولا۔

"پھر بھی مجھے یقین تھا کہ تم عالیان کو منالوگی' فاصلہ کم کرلوگی اور ساتھ ہی مجھے یہ خوف بھی تھا کہ تم یہ سب نہیں کرسکوگی کیونکہ تم بند بند لڑکی ہو... تم نے کبھی اپنی صلاحیتیں آزمائیں ہی نہیں... اور امرحہ! میں سوچتا ہوں کہ تم نے "بہت کچھ کرسکتی ہوں میں" میں سب کچھ خراب کیسے کردیا... اور میں تو یہ بھی اب تک نہیں سمجھ سکا کہ تم چاہتی کیا ہو...؟ تم نے عالیان کو انکار کردیا اور عالیان کے آس پاس بھی رہیں... سیف روم کی دیواروں کو تم نے پیغامات سے بھر دیا۔ یہ سب کیا تھا امرحہ...؟"

"پاگل پن..." وہ رونے کو ہوگئی۔

"ویرا نے اسے پرپوز کیا تو وہ ایسے خوش نہیں تھا جیسے تمہیں کرنے سے پہلے تھا۔ امرحہ ہماری زندگی میں شامل ہونے والے شخص میں اتنی ہمت تو ہونی چاہیے کہ وہ جاکر ہمیں جیت لائے اور وہ تمہیں جیت لاتا اگر تم نے سوال اس کی جان کے پیارے پر نہ

اٹھائے ہوتے۔ عالیان کے فادر اسے ڈھونڈ رہے تھے اور یہ بھی ٹھیک رہتا اگر تم انہیں بتادیتیں' لیکن جس وجہ کے لیے تم نے انہیں عالیان کا بتایا وہ وجہ ٹھیک نہیں تھی کہ تمہیں اس کے فادر کی موجودگی کی ضرورت ہے۔ ایک ایسے انسان کی موجودگی کی ضرورت جو اس کے نزدیک اس کی مدر کا قاتل ہے۔"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کارل رک کر اسے دیکھنے لگا کہ آگے بولے یا نہ بولے۔

امرحہ بس ایک کوشش کر رہی تھی کہ وہ اس کے سامنے رو نہ پڑے۔ اس کی پور پور سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ ایک آنکھوں کو سنبھالنا زیادہ مشکل نہیں لگا اسے۔ وہ عام انسانوں کی طرح سیڑھیوں پر بیٹھی تھی، پھر بھی عام انسان نہیں لگ رہی تھی اس کے دکھ نے اسے نمایاں کر دیا تھا اور اس کے پاس رک کر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اسے تسلی دینے کو دل چاہتا تھا، لیکن اتنا حوصلہ نہیں پڑتا تھا۔

کیا وہ قسمت کا وہی الہام تھی جس کا ڈھنڈورا قسمت اپنی بنیاد سے پیٹتی ہے۔

"عالیان نے ویرا کو شادی کے لیے ہاں کہہ دیا ہے۔" کارل نے اس کے لیے اپنے انداز کو ہر حد سے زیادہ نرم بنا لیا۔

سائی کے ذریعے اسے یہ بات معلوم ہو چکی تھی، لیکن دوبارہ یہ سن کر اسے ایسا لگا، جیسے یونیورسٹی نے اپنا رخ آتش فشاں کے دہن کی طرف موڑ لیا ہو۔

"اس نے یہ فیصلہ کسی بھی ذہنی حالت میں کیا ہو... لیکن امرحہ! اب کوئی نیا رد عمل اسے نئی تکلیف دے گا... تم سمجھ رہی ہو نا امرحہ؟"

"میں پہلے سے ہی سمجھ چکی ہوں... میں یونیورسٹی چھوڑنے کے لیے بھی تیار ہوں۔"

کارل کو اس بات سے صدمہ ہوا "ایسے نہ کہو پلیز... میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جس حالت میں وہ مجھ سے باتیں کر رہا تھا، وہ ایک ایسی حالت تھی جو اس کی پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اب کوئی نئی تکلیف اس پر کیا گزرے گی میں یہ اندازہ لگا سکتا ہوں... تو امرحہ! میں تم سے صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس سے دور رہنا... اب تم نے کچھ اور کرنے کی کوشش کی تو..."

"مجھے کچھ نہیں کرنا... میں یہ یقین رکھتی ہوں کہ ویرا ایک اچھی لڑکی ہے، عالیان نے ٹھیک فیصلہ کیا...

میرے سارے عمل جذباتی اور بے وقوفانہ تھے... مجھے اپنے ایک ایک عمل پر دکھ اور شرمندگی ہے... میں نے تمہارے دوست کو بہت تکلیف دی... پاکستان میں میرے بارے میں کہا جاتا ہے کہ میں سب کچھ تباہ کر دینے والوں میں سے ہوں... میں وہ سیاہی ہوں جو ساری روشنیاں نگل لیتی ہے... میں دوسروں کی خوشیوں پر بجلی بن کر گرتی ہوں۔"

"کیا پاکستان والوں کے پاس وہ آنکھیں نہیں ہیں جو میرے، ویرا، سائی اور عالیان کے پاس ہیں...؟" کارل نے بہت سنجیدگی سے پوچھا۔

امرحہ نے سر جھکا دیا وہ بالکل پھوٹ پھوٹ کر رو دینے کو تھی بس اب۔

کارل نے بہت غور سے اسے دیکھا "میں جانتا ہوں کہ میں نے میس کیا، اگر وہ ریکارڈنگ عالیان نہ سنتا تو تمہیں لے کر اتنا تلخ نہ ہوتا۔"

"یہ سب ایسے ہی ہونا تھا، یہ میری قسمت تھی۔"

"میں قسمت کے بارے میں نہیں سوچتا... سب ہمارے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے۔"

"لیکن میں اس کے بارے میں سوچتی ہوں، بہت کچھ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔"

"تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو... میں تمہاری طرف سے ملامت کے لیے تیار ہوں۔"

"ملامت کی حق دار صرف میں ہوں... صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ مجھ سے دور رہنا..."

"ہم دوست ہیں امرحہ..." کارل دکھی سا ہو گیا۔

"نہیں... اب ہم کچھ بھی نہیں ہیں... ہم اس پر عمل کریں گے تو اچھا رہے گا۔" وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور کارل کو دیکھے بنا تیزی سے آگے بڑھ گئی اور کسی ایسے کونے کو ڈھونڈنے لگی جہاں چھپ کر وہ بیٹھ جائے۔

کچھ اس کے ذریعے، کچھ سادہ سنا کے ذریعے دادا کو سب معلوم ہو گیا تھا۔ وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ جوڑ کر روتے رہے کہ وہ ان کی جان پر رحم کھائے اور اپنی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جان کے ساتھ کچھ نہ کرے۔ ان کا بس نہیں چلتا تھا کہ اڑ کر انچیسٹر آجائیں۔

ان کے رونے اور ان کی منت سماجت نے امرحہ کو شرمندگی سے زمین میں دھنسا دیا۔ اپنے دل کو وہ کفن میں لپیٹ چکی تھی، دادا کو اذیت میں مبتلا رکھنا نہیں چاہتی تھی۔ دو دن وہ بستر پر پڑی رہی اور دو دن دادا اس کے بستر کے سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر ساکت اسے دیکھتے رہے۔ اس کی آنکھ کھلتی تو وہ سامنے موجود ہوتے جیسے انہوں نے اس دوران پلکیں بھی نہیں جھپکیں۔ ایک بوڑھے شخص کے لیے یہ بہت جان لیوا مشقت تھی۔ غنودگی اور بے ہوشی میں وہ جو بڑبڑاتی رہی وہ وہ سب سنتے رہے۔ بار بار دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے اور روتے رہتے... انہیں یقین تھا کہ جو پھونکیں وہ اسے مار رہے ہیں وہ اس پر کارگر ثابت ہوں گی... امرحہ سے زیادہ وہ جان کنی میں لگنے لگے... تو امرحہ اس پیارے انسان کی بے مثال محبت میں بستر سے اٹھ بیٹھی، انہیں کھا کر دکھایا، بول کر دکھایا، چل کر دکھایا، ہنس کر دکھایا... وہ ایک اچھی اداکارہ بن گئی۔ اس نے ایک محبت کے نقصان پر دوسری محبت کو نقصان میں نہیں جانے دیا... وہ نہا دھو کر یونی آگئی اور ساتھ ساتھ دادا کو دکھاتی رہی کہ وہ کلاس لینے جارہی ہے... اب وہ لائبریری جارہی ہے... اب کینٹین... اب جاب پر...

اور فون کو جیب میں رکھتے ہی وہ ایسی ہو جاتی جیسے چار اطراف سے کوئی اس کا خون نچوڑ رہا ہے اور اس کے جسم میں خون سے بھری نالیاں خالی ہوتی جارہی ہیں۔

دادا اسے یہ سمجھانا بھی نہیں بھولے کہ وہ وہاں پڑھنے کے لیے گئی ہے اور اسے اپنے مقصد حیات کو پانے پر توجہ دینی چاہیے... وہ دادا کو کہہ نہ سکی کہ جب حیات ہی نہ رہے تو "مقصد حیات" کہاں رہ پاتے ہیں۔

دادا ہر پندرہ بیس منٹ کے بعد اسے فون کرتے تھے... "محبت ایسے ہی کمزور کردیتی ہے دادا اور لاچار بھی۔"

وہ ان کی آواز جو کسی انہونی کے ڈر سے لرز رہی ہوتی سنتی تو سوچنے لگتی۔ شاید آپ کو معلوم ہو جائے کہ بے بسی کسے کہتے ہیں اور اپنے کسی پیارے کے بغیر رہنا کیسا لگتا ہے۔ میرے لیے آپ وہاں سو نہیں پاتے، کسی کے لیے میں یہاں سو نہیں پائی۔ میں ہار بھی گئی اور آپ کو جتا بھی ڈالا... ایسے کھلاڑی آپ کو صرف "محبت" میں ہی ملیں گے... میں کسی کے لیے مر بھی گئی اور آپ کے لیے زندہ بھی ہوں... ہاں میں صرف آپ کے لیے زندہ ہوں۔

☼ ☼ ☼

"ایک لڑکا ہے عالیان...
عرب کے سلطان سا...
داستان کے جمال سا...
آسمانی فرمان سا..."

وہ شارلٹ کے ساتھ آگیا تھا صرف اور صرف ماما کے لیے۔ وہ اس پر سے اپنی نظریں نہیں ہٹا رہی تھیں اور وہ ٹھیک سے سو بھی نہیں پائی تھیں۔ وہ چاہتا تھا وہ کچھ دیر آرام کرلیں۔ ماما نے اس کے لیے بہترین سوٹ آرڈر پر منگوایا تھا۔ اپنے ہاتھوں سے اس کی ٹائی باندھی تھی، جورڈن نے اس کا ہیر اسٹائل بنوایا تھا اور اس کی دونوں بھوری آنکھوں کو باری باری چوم لیا تھا۔

"حسن کی تعریف کے لیے تمہارا خیال پیش کردینا ہی کافی ہے... شاید تمہیں کوئی ڈائریکٹر دیکھ لے اور اپنی فلم میں سائن کرلے... میں تمہیں پہلے ہی بتادوں تمہیں پہلے ایک ایکشن فلم کرنی ہے۔" وہ چاہتی تھیں کہ وہ مسکرا دے۔

"اگر ایسا ہوا تو میں ضرور فلم کروں گا یونی چھوڑ دوں گا۔" وہ اپنی ماما کے لیے مسکرا دیا۔

"تم چاہو تو ابھی بھی یونی چھوڑ دو... یہاں شارلٹ کے پاس رہو، ہوتی رہے گی پڑھائی... میں بھی یہیں رہ لوں گی تمہارے ساتھ، ہم اپنا گھر لے لیں گے پھر...

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہم دنیا کھو میں گے، مجھے سان مرینو جانا ہے' سنا ہے سان مرینو کے لوگ بہت خوش اخلاق ہوتے ہیں' ذرا ان سے مل کر آئیں' کیا ایسا ہی ہے یا صرف افواہ ہی ہے۔"

وہ مسکرانے لگا۔ وہ سیاہ جرابیں پہن رہا تھا ان کے سامنے بیٹھ کر "آپ سچ میں چاہتی ہیں کہ میں ہیرو بن جاؤں؟"

"ہاں... لیکن اس سے پہلے میں یہ چاہتی ہوں کہ تم وہ کرو جو تم کرنا چاہتے ہو۔"

"میں خود کو ختم کر لینا چاہتا ہوں۔" وہ بڑبڑایا۔

وہ ایک گول سفید ستون کے ساتھ دایاں شانہ ٹکا کر کھڑا تھا۔ پہلے وہ مسکرا مسکرا کر سب سے ملتا رہا جیسے ان سب سے ملنا اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش رہی ہو' پھر وہ چند خوب صورت لڑکیوں سے (جو اتنی خوب صورت تھیں جیسے انہیں بنانے کے بعد فرصت سے ان کے نقص نکالے جاتے رہے ہوں اور انہیں کامل کر کے ہی چھوڑا گیا ہو) سے باتیں کرتا رہا۔ پھر وہ صرف سنتا رہا تو بولنا بھول گیا پھر اسے سر جھٹک کر خود کو سننے کے لیے موجود کرنا پڑا پھر وہ خود کو الگ کر کے اس ستون کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

ہال بہت بڑا تھا اور چھت بہت اونچی... ہال کے کراؤن سے دو اطراف کھلی سیڑھیاں ہلکا سا بل کھاتیں کسی نخریلی حسینہ کی پوشاک میں اٹھتی لہر کی طرح لہراتی اوپر جا رہی تھیں اور ہال کی طرف نکلی گول بالکونیاں دور جدید کی پریوں سے سجی' بنی' بھری اپنی موجودگی کی اہمیت کا احساس اپنی شان و شوکت سے دلا رہی تھیں۔ ہنستے مسکراتے' بے فکرے نظر آتے لوگ ٹولیوں کی صورت بکھرے کھڑے تھے۔ صرف ایک بالکنی تھی جس میں سیاہ گاؤن میں ملبوس کھڑی لڑکی اکیلی تھی اور اپنے ناخن کتر رہی تھی اور نیچے سر کر کر کے ایک مخصوص کونے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ کسی کے انتظار کی شدت اتنی بڑھ چکی ہے کہ وہ ناخن کھاتے کھاتے خود کو بھی ادھیڑ ڈالے گی۔

"ایسے کیوں کھڑے ہو مالیان؟" شارلٹ اس کے پاس آئی۔

"میں سب دیکھ رہا ہوں۔" اس کی نظر اوپر سیاہ گاؤن والی لڑکی پر اٹھ گئی... اف اس کے انتظار کی شدت۔

"تم دیکھو مت... ملو اور باتیں کرو۔"

"میں ان سب کو جانتا بھی نہیں..."

"یہ ضروری بھی نہیں... بہت سے لوگ پہلی بار آئے ہیں پارٹی میں اور میں تو تمہیں اپنی دوستوں کے ساتھ چھوڑ کر آئی تھی..."

"میں یہاں کھڑے رہنا چاہتا ہوں شارلٹ..."

"ٹھیک ہے لیکن زیادہ دیر کھڑے نہ رہنا۔" نرمی سے اس کا گال چھو کر شارلٹ چلی گئی' اس کی نظریں چھت سے جھولتی لمبی لمبی کرسٹل لڑیوں پر جا ٹکیں جن سے ٹنگے **قمقمے** جل بجھ رہے تھے اور پھر وہ سارے **قمقمے** بجھ گئے اور اتنی بہت ساری لڑیاں دائرہ بنا کر چکرانے لگیں... اور پھر سیڑھیاں اس دائرے میں ایسے شامل ہوئیں جیسے نخریلی حسینہ شدت سے اونچی ایڑیوں پر گھومنے لگی ہو اور اس کی پوشاک دنیا کی ہر چیز کو جا لپٹنے کو ہو... یوں پوشاک کے کناروں نے بالکونیوں کو جا لیا اور انہیں اپنے دائرے میں گھسیٹ لیا پھر دیواروں کو اور چھت کو بھی اور پھر وہاں موجود ہر شے نے دائرے میں پناہ سمیٹ لی... اس نے سر کو جھٹکا... دائرہ بڑھتا ہی جا رہا تھا اور اپنے اندر ہر چیز کو سمو رہا تھا... زمین سے فلک تک تن جانے کے قریب اس چکر کو اس نے خوف سے دیکھا۔

نزاکت بھرا ایک قہقہہ اس کے کانوں سے ٹکرایا' اس نے گردن موڑ کر دیکھا' وہاں کوئی نہیں تھا... قہقہہ پھر بلند ہوا اور پھر ہر طرف سے قہقہے بلند ہونے لگے... اتنے بلند قہقہوں کی آوازیں اسے پریشان کرنے لگیں... پھر ایک قہقہہ ان سب میں امتیازی ہو گیا۔

"ولید البشر کا"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"تم کتنی بھی اونچی ہواؤں میں اڑ لو... تمہارا نصیب پستی ہی رہے گا... جیسے مارگریٹ کا تھا... تم دونوں میرے بغیر کچھ بھی نہیں ہو۔"

پوشاک کے کناروں نے اسے آ لیا... سب گھومنے لگا اور وہ بھی... ہال کی ساری روشنیاں گل ہو گئیں... اندھیرا چھا گیا... کائنات میں روشنی کا نشان نہ رہا۔

"مقام نامعلوم ہے۔"

"فشاری" وہ ایک باایمان مرد ہے۔ اس نے روشنی کی چاہ چھوڑ دی اور زندگی کی بھی۔ اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہیں اور منہ بھی اس نے ایک برگزیدہ دعا کی تیاری کی... اس نے سب پاکیزہ الفاظ سمیٹے اور انہیں اپنی روح کے مقام پر رکھا۔ اس نے شانوں میں شان اقدس بیان کرنے کی نوید خود کو دی اور اپنے جکڑے وجود اور آزاد روح کو اللہ لفظ کی ادائیگی کی عبادت پر مائل پایا۔

موت کی چاپ اسے اپنے بہت قریب سنائی دی جو اس کی عبادت میں مخل ہوتی' لیکن اس نے پھر بھی عبادت کے اس رتبے کو روح سے نکل جانے نہ دیا... اور پھر اسے اس شخص کا نام لے کر ایک خاص دعا کرنی تھی جس کے لیے موت اس کی طرف بڑھ رہی تھی اس کے ہاتھ پیر کاٹ دیے جائیں گے اور سر بھی... شاید... اور اسے اس کی پروا نہیں تھی... اسے موت کے پروانوں کی پھونکوں نے قطعاً" نہیں سہمایا... وہ فشاری ہے وہ "حقیقت" پا چکا ہے... اب وہ اسے جھٹلائے گا نہیں۔

اندھیرے کے ریوڑ پر چابک پڑے اور کبھی نہ بجھنے کے لیے اندھیرے جل اٹھے۔ اسے مارگریٹ نظر آئی... اس نے سر کو جھٹکا اور پھر سے دیکھا "ہاں یہ ماما ہی ہیں"

اس کا جی ان سے لپٹ جانے کو چاہا لیکن وہ دائرے میں چکراتے خود کو اور انہیں ایک مقام تک نہ لا سکا۔ اس نے خود کو بے بس اور لاچار پایا۔ اس نے دیکھا کہ مارگریٹ کے وجود میں جا بجا کانٹے اگ آئے ہیں اور

اس کا اپنا دل یہ دیکھ کر کرب سے لبالب ہو رہا ہے اور اس نے محسوس کیا کہ اس سے چند قدم کے فاصلے پر قیامت آنا شروع ہو گئی ہے... ہر چیز اپنے نقطہ زوال کی طرف بھاگی جا رہی ہے۔

"تو کیا آپ نے جان لیا کہ آپ نے کیا پایا؟" اپنی ہی آواز اس نے بھی سنی۔

"ماما! آپ نے کیا پایا زندگی میں؟ اس سوال کا جواب مجھے نہ ملا تو میں اپنے سارے نشان کھو دوں گا... جب آپ مر رہی تھیں تو آپ نے کس طرح پرواز کی چاہ کی تھی... ولید البشر کی طرف... اگر آپ نے ایسا کیا ہو گا تو میں اپنے دل میں آپ کو رکھوں یا نہ رکھوں مجھے اس بارے میں سوچنا ہو گا۔ اگر آپ مرنے سے پہلے اسے اپنے اندر سے نکال دیتیں تو میرے زندہ ہونے پر وہ موت بن کر نازل نہ ہوتا... اب میں سوچتا ہوں کہ آپ کی موت پر زمین کو پھٹ جانا چاہیے تھا اور آسمان کو آ گرنا چاہیے تھا۔ انسان کے لیے بنی کائنات کو اس کے دکھ پر اتنا تو ماتم کرنا ہی چاہیے۔"

وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا پھر بھی اس کا دم گھٹ رہا تھا۔

"میں ولید البشر کی قابلیت کا مداح ہو گیا ہوں اس نے میری محبت بھی نگل لی... وہ صرف ایک ہی... وہ صرف ایک ہی دل کو خالی کر کے صابر نہیں ہوا... اسے یہ غرور ہے کہ مجھے اس کی ضرورت ہے اور میں یہ گناہ ضرور کروں گا... میں اس کے ہونے کو نہ ہونا ضرور کروں گا... مجھے یہ اعلان بھی کرنا پڑے تو میں کروں گا میرا کوئی باپ نہیں... اور ماما!"

"عالیان..." شارلٹ نے اس کا شانہ ہلایا۔

اس نے شارلٹ کو دیکھا وہ کچھ بول رہی تھی... کیا اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ پھر شارلٹ نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور پھر وہ دیکھ پایا کہ ویٹر اس کے پیروں کے قریب گری ٹرے اٹھا رہا ہے... وہاں کانچ ہی کانچ بکھرا تھا... کچھ گردنیں اس کے رخ مڑی ہوئی تھیں۔ بالکنی میں کھڑی لڑکی کی آنکھیں اس پر جمی تھیں اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس نے ناخن کترتا بند کر دیا تھا۔

چھت سے جھولتی لڑیاں جل اٹھیں۔۔۔ اور اس نے شارلٹ کو ایسے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو۔۔۔

کیا قیامت آنے کے آثار معدوم ہو چکے۔۔۔ یا بس قیامت آچکی؟

"تم ٹھیک ہو؟" شارلٹ نے شفقت سے پوچھا۔

وہ ہاں نہ کہہ سکا۔۔۔ اسے افسوس ہوا جب سب، کچھ ختم کرنے کا فیصلہ کیا جا چکا تھا تو ارادہ بدلا کیوں گیا۔۔۔ اسے افسوس ہوا شمعیں پھر سے روشن کیوں کر دی گئیں اندھیرے پر روشنی کو کیوں غالب آنے دیا گیا۔۔۔ ہاں اسے دکھ ہوا کائنات کے پھر سے آباد ہو جانے پر۔۔۔ نقطہ زوال کے مٹ جانے پر۔۔۔

شارلٹ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں ہی رکھا اور اسے اپنے ساتھ لے کر چلنے لگی اور وہ اس کے پیچھے ایسے چلنے لگا جیسے اسے کچھ اور کرنے پر اختیار ہی نہ ہو۔

"ایک لڑکا ہے عالیان۔۔۔
بھلا دی گئی دعا سا۔۔۔
بجھ چکے چراغ سا۔۔۔
عروج سے زوال سا۔۔۔"

☆ ☆ ☆

سارا مانچسٹر اس کے آنسوؤں میں نہ بہا اور وہ خود ہی ان میں غرقاب ہو گئی۔ چھپ کر رونے کے مشغلے کو اس نے ایسے اپنا لیا جیسے فرض عبادت ہو، جو بعد از توبہ کی جاتی ہے۔ راتیں وہ کھڑکی میں کھڑے تمام کر دیتی اور دن کو اس نے دھوکا دینے کا ذریعہ بنا لیا۔ اس کی گیلی آنکھوں نے دھند کے پردوں میں فنا ہونا شروع کر دیا کہ شاید وہ اس عکس کو جالیں جو وہاں تھا ہی نہیں۔۔۔ شاید کسی معجزے نے خود پر اس کا نام لکھوا لیا ہو اور شاید کسی تارک الدنیا کی صدیوں پہلے مانگی گئی دعا کی خیر اسے بھی آلینے کو ہو۔۔۔ اور کہیں کسی فراق زدہ کی تڑپ آسمان تک جا کر واپس پلٹتے ہوئے اس کے لیے بھی رحمت اکٹھی کرائی ہو۔۔۔ شاید۔۔۔

اسے ہر طرف سے "عالیان" نام کا جاپ سنائی دینے لگا۔۔۔ وہ اس جاپ کو سنتی رہتی اور اپنے دل کے مقام کو مسلتی رہتی۔۔۔ ہر ساعت اس کے نام کی پکار بن گئی۔۔۔ ہر شبیہہ اس کی صورت میں ڈھل گئی۔۔۔ اس نے اس نام کی تسبیح پڑھنی شروع کر دی جس کے ثواب میں وہ اسے ملنے والا تھا انعام میں۔۔۔

لیڈی مہر کے واپس آنے سے پہلے وہ کسی اور جگہ اپنی رہائش کا انتظام کر چکی تھی اور جا بھی رہی تھی لیکن سادھنا نے جانے نہیں دیا۔

"ایسی بے مروت نہ بنو' انہوں نے کتنا خیال رکھا تمہارا' ان کے آنے تک انتظار تو کرو۔"

"ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتی میں۔۔۔ بہت شرمندہ ہوں میں۔"

"تم ان کے سامنے شرمندہ ہونا' میں تمہیں نہیں جانے دوں گی' تم نے مشورہ کیے بغیر فیصلے کر کے دیکھ لیا کیا ہوتا ہے۔۔۔ دوسروں کی مان لینے میں کبھی ہماری بھلائی بھی ہوتی ہے۔۔۔"

"اب مجھے کہاں بھلائی زیب ہو گی" وہ دونوں سادھنا کے کمرے میں موجود تھیں۔

"ایک غلطی کی ہے دوسری غلطی نہ کرو' ہو سکتا ہے کچھ بہتر ہو جائے۔"

وہ تلخی سے ہنس دی اور یہ سوچ کر رک گئی کہ کوئی دوسری غلطی نہ ہو جائے۔

"میں نے تم سے ایک لفظ نہیں کہا اور تم گھر چھوڑ کر جا رہی تھیں؟"

اگلے دن لیڈی مہر نے آنے کے بعد رات کو اسے اپنے کمرے میں اپنے سامنے بٹھا کر پوچھا۔

"ایک لفظ نہیں کہا یہی تو برا کیا۔" اس کا سر جھکا ہوا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کمرے کی کس چیز پر نظریں ٹکائے۔

"نہیں امرحہ! کچھ برا میں نے بھی کیا۔۔۔ جہاں کچھ غلط ہوتا ہے وہاں صرف ایک انسان کی وجہ سے ہی نہیں ہوتا' کہیں اس کے بڑوں کا بھی ہاتھ ہوتا ہے' کہیں اس کے ماحول کا اور کہیں اس فضا کا جو

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

معاشرے میں رچی بسی ہوتی ہے۔"

"آپ ایسے نہ کہیں پلیز۔۔۔"

"تمہارے دادا نے بات کی تھی مجھ سے کہ وہ کون لڑکا ہے جسے امرحہ پسند کرتی ہے۔ جس کی ماں غیر مسلم ہے اور باپ کا اتا پتا نہیں۔ ان کا لہجہ اور انداز مجھے اچھا نہیں لگا۔ میرے بیٹے کے لیے کوئی ایسے بھی بات کر سکتا ہے، مجھے دکھ ہوا جان کر۔ میں نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا، صرف اتنا کہا کہ وہ تم سے ہی اس سلسلے میں رابطہ کریں۔ میں جانتی تھی کہ بات آگے بڑھی تو ساری تکلیف پھر سے عالیان کو ہی اٹھانی پڑے گی اور میں یہ نہیں چاہتی تھی اور یہ بھی نہیں چاہتی تھی جو اب ہوا ہے۔ امرحہ! عالیان اپنی ماں کے لیے بہت حساس ہے۔ سب ہی بچے ہوتے ہیں، پر جن کی ماؤں کے ساتھ وہ کچھ ہوا ہو، جو مارگریٹ کے ساتھ ہوا، وہ بچے بہت جذباتی ہو جاتے ہیں۔ تم نے مجھ سے اس کے ماضی کے بارے میں پوچھا اور میں نے صرف اس لیے کچھ نہیں بتایا کہ تم عالیان کی دوست ہو، کچھ بھی اس کے سامنے کہہ دیتیں یا کوئی اور بے وقوفی کر گزرتیں تو دکھ میرے بیٹے کو ہوتا۔ اس کا باپ ولید مسلمان ہے جس نے مارگریٹ سے شادی کی پھر اسے بتائے بغیر چھوڑ کر چلا گیا۔ دکھ اور تکلیف کو اکیلی سہتی مارگریٹ اس کے لیے مرگئی۔ میں نے اس کی وہ حالت دیکھی تھی جب وہ ولید کو ڈھونڈتی پھرتی تھی، بالکل دیوانوں جیسی، ولید نے عالیان کو اپنا بیٹا ماننے سے بھی انکار کر دیا تھا اور مارگریٹ کے ساتھ اپنی آخری ملاقات میں اس نے مارگریٹ کو بہت برا بھلا کہا تھا۔ اسے بدکردار کہا، اس کے مذہب پر سوال اٹھائے۔ ولید اب عالیان کو بھی اپنے فائدے کے لیے ہی ڈھونڈ رہا تھا۔ اسے عالیان سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ وہ ایک خود غرض انسان ہے، میرے پاس مارگریٹ کی ایک ڈائری ہے جس کی آخری سطروں میں لکھا ہے۔

"میں دعا کرتی ہوں کہ عالیان کبھی اپنے باپ سے نہ ملے۔ نجانے کیوں، لیکن مجھے خوف ہے وہ مجھ سے بدتر سلوک اس کے ساتھ کرے گا۔" اس سطر نے مجھے پریشان رکھا اور وہی ہوا جس کا ڈر تھا عالیان بہت دکھی ہو گیا امرحہ۔۔۔"

امرحہ سے زیادہ اب کون جان سکتا تھا کہ وہ کتنا دکھی ہو گیا تھا اس نے اسے اس کرب میں بہت قریب سے دیکھا تھا۔

"اور اب عالیان ویرا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔ اس کی ذہنی حالت کے بارے میں اندازہ لگانا مشکل ہے۔۔۔"

"وہ ٹھیک کر رہا ہے۔" اس نے فوراً کہا۔

"ہاں! شاید ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہے، خود کو بہلا رہا ہے، بھٹک رہا ہے، سب یہاں وہاں کر رہا ہے۔۔۔ دیکھو ایک انسان آیا اور میری ریاضت کو کھوٹا کر گیا۔"

وہ اپنی آنکھیں پونچھنے لگیں۔

"میرا عالیان۔۔۔ میرا فرشتہ۔۔۔"

کچھ دیر کمرے میں سکوت رہا۔

"بہرحال یہ تمہارا گھر ہے تم رہو یہاں۔ میں کل کی طرح آج بھی ویسی ہی ہوں۔ ماں ہوں نا اپنے بیٹے کے لیے، تمہارے ساتھ تھوڑی سخت ہو گئی۔ ایک ماں کو معاف کر دو۔"

"اس بات سے آپ نے مجھے بے مول کر دیا۔"

"میں نے تمہارے لیے عالیان کو سمجھانا چاہا لیکن شاید اس کا دل بہت سخت ہو گیا ہے۔"

"دل تو میرا سخت تھا۔" سوچ کر وہ لیڈی مہر کا ہاتھ چوم کر اٹھ آئی۔

وہ چاہ کر بھی گھر نہ بدل سکی، لیکن ویرا کے آنے سے پہلے وہ اپنی ایک دوست کے فلیٹ میں چلی گئی۔ دو دن وہیں رہی۔۔۔ ویرا واپس آچکی تھی۔

"تم وہاں کیوں گئی ہو؟ آن لائن بھی نہیں آتیں، میں فون کرتی رہی تم نے فون پر بات بھی نہیں کی۔"

"مریم نے مجھے چند دن اپنے ساتھ رہنے کے لیے کہا تو میں انکار نہیں کر سکی۔"

"آجاؤ گھر، الیکسی کی فلم دیکھیں گے۔"

"ٹھیک ہے میں چند دنوں تک آجاؤں گی۔"

"تم ناراض ہو کہ میں نے تمہیں عالیان کو پرپوز

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرنے کے بارے میں نہیں بتایا' میں نے سائی کے علاوہ کسی سے بات نہیں کی تھی۔"

"میں ناراض کیوں ہوں گی ویرا۔۔۔ یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے۔"

"پھر بھی۔۔۔" ویرا بہت خوش لگ رہی تھی۔

"تمہیں ایسا نہیں سوچنا چاہیے' میں تمہارے لیے خوش ہوں۔ تم نے ایک اچھے انسان کا انتخاب کیا۔"

"پاپا نے کہا میں عالیان کو لے کر روس آؤں اور تمہیں بھی۔"

"ٹھیک ہے۔"

"میں نے پاپا کو تمہاری باتیں فل پرفارمنس کے ساتھ سنائیں اور وہ ہنس ہنس کر دیوانے ہو گئے۔ انہوں نے کہا یا امرحہ چند سال ہمارے پاس آکر رہے یا ہمیں چند سال پاکستان ہی اپنے ساتھ رکھے۔۔۔ انہوں نے کہا میرے دل میں حسرت جنم لینے لگی ہے کہ کاش امرحہ میری بیٹی ہوتی۔۔۔ معصوم اور فرشتہ سی۔۔۔ ہاہاہا! دیکھو' انہیں اپنی بیٹی اب بری لگنے لگی ہے۔ امرحہ مجھے شیطان کہہ رہے تھے اور تمہارے لیے ایک پیغام دیا ہے کہ ایک چھوٹا لوہے کا شکنجہ خرید لو جہاں کہیں کارل نظر آئے اس کی ناک میں گاڑ دو۔"

ویرا شروع ہوئی تو بولتی ہی رہی اور وہ سنتی رہی۔ اچھا تھا کہ ساری گفتگو فون پر ہو رہی تھی' ورنہ فل پرفارمنس دینے پر بھی وہ صفر ہی رہتی۔

ایک بات امرحہ نے اپنے دل پر نقش کر لی تھی "اب وہ کسی کی بھی زندگی میں کوئی مسئلہ نہیں کرے گی۔" اس نے سارے حساب نکال لیے تھے۔۔۔ ویرا غلط تھی ہی نہیں۔۔۔ نہ ہی عالیان' غلط بس وہ تھی۔ اس نے عالیان کو اپنی محبت کے بارے میں بتایا نہ ویرا کو۔ اب اسے ان دونوں سے شکوہ نہیں ہونا چاہیے۔

یہ باب یہیں بند کر دیا گیا اور آخری سطر میں "سب ختم" لکھا گیا۔

وہ یونی ایسے جاتی جیسے یونی جا کر بھی یونی میں موجود نہ ہو۔ آنے والے دنوں میں اس کی آواز بھولی بسری داستان کی مانند ہو گئی اور پھر وہ ایسے موجود ہونے لگی کہ اپنی غیر حاضری کے ثبوت دینے لگی۔

اس نے خود کو گم کر لیا۔۔۔ ایسے جیسے وہ قصہ پارینہ ہو۔ اسے دیکھ کر یہ یاد کرنا پڑتا کہ ہاں یہ وہی لڑکی ہے۔۔۔ وہی لڑکی جو کبھی امرحہ تھی۔ وہ امرحہ رہی بھی اور نہیں بھی۔

سائی اکثر اس کے پاس آجاتا لیکن اسے زیادہ بولنے پر مائل نہ کر پاتا۔ اب سائی بولتا اور امرحہ سنتی۔

مانچسٹر یونیورسٹی میں سب ٹھیک ٹھاک تھا۔ اس کے اندر۔۔۔ اس کے باہر سب ٹھیک' ایک دن وہ اس کیفے گئی جہاں اسے پہلی جاب ملی تھی۔

"یعنی تم مجھے بھولیں نہیں' اس بار تم پورے دو مہینے بعد آئی ہو ملنے؟" وہ مسکرا دی۔

"کتنا بدل گئی ہو تم مس اخروٹ۔۔۔!"

"کیسے؟" وہ مسکرا رہی تھی پھر بھی وہ کہہ رہے تھے کہ وہ بدل گئی ہے۔

"جب تم جاب حاصل کرنے آئی تھیں اور تم نے اپنے یونی فیلوز کا استعمال کیا تھا تو میں نے سوچا تھا کہ تم دنیا کو اپنے آگے لگا لینے کی طاقت رکھتی ہو' لیکن اب تمہیں دیکھ کر لگ رہا ہے کہ تم دنیا سے ہی بھاگنے کی تیاری کر رہی ہو۔"

"آپ کے شہر نے مجھے بدل دیا۔" کافی مگ کے کنارے پر انگلی پھیرتے اس نے کہا۔

"اگر یہ میرے شہر نے کیا ہے تو مجھے شکایت ہے مانچسٹر سے اور تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے گھر لوٹ جاؤ اور پہلے جیسی بن کر آؤ۔"

"ایک بار گئی تو ہر چیز سے جاؤں گی نہ پہلے سی نہ بعد سی۔"

انہوں نے غور سے اس کی شکل کو دیکھا "تمہارا مسئلہ شہر نہیں' تمہارا مسئلہ کوئی اور ہے۔ اسے حل کرو مس اخروٹ۔۔۔! دوبارہ آنا تو خود کو پہلے جیسا بنا کر آنا۔"

کافی ختم کر کے وہ بے دلی سے اٹھ آئی۔ وہ سارے شہر میں تسلیاں ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ کوئی حکم' کوئی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

حکمت ہو کوئی خیر... کوئی تو... کچھ تو۔

اس نے دائم کو چیک دیا۔

"تم نے میری توقع سے جلدی پیسے اکٹھے کر کے دے دیے ہیں' بلاشبہ تم نے کافی محنت کی تم ایک اچھی اسٹوڈنٹ ثابت ہوئیں۔ تمہارے، دونوں سمسٹرز کے رزلٹ بہت اچھے رہے۔ مجھے یقین ہے تم شاندار رزلٹ کی حامل ڈگری لے کر جاؤ گی۔ تم نے مایوس نہیں کیا ہمیں... ہمیں خوشی ہے کہ تم نے بہت کچھ کر دکھایا' ہمارا اسکالر شپ ضائع نہیں ہوا۔"

"شاید..." اس نے مسکرائے بنا اتنا ہی کہا۔ اپنی تعریف اسے زہر لگ رہی تھی۔

"تمہیں آگے بھی پڑھنا چاہیے... ایم فل کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"ہاں میں اس بارے میں سوچ رہی ہوں۔" یہ واحد مقصد تھا جو اس نے گھڑ لیا تھا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے... تم چند سال اور یونی میں پڑھو گی' تو ال کا ارادہ بھی ایم فل کا ہے۔"

"نہیں... اگر میں نے ایم فل کیا تو شاید کسی اور ملک سے کروں... شاید امریکہ سے..."

"مانچسٹر سے کیوں نہیں؟"

"کسی اور یونی سے کیوں نہیں؟ اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔

دائم اسے دیکھ کر رہ گیا۔ وہ اسے کہہ نہ سکا کہ پرانی امرحہ کو جہاں چھوڑ کر بھول آئی ہو۔ یاد کر کے اسے وہاں سے لے آؤ۔" اسے یہ ملال بھی ہوا کہ کاش اس نے اسے یہاں نہ بلوایا ہوتا۔

رات آتی... دن نکلتا... پھر رات آجاتی۔

ایک دوسرے کے دوست و دشمن بنے' دن رات ڈھلتے نکلتے رہے... زندگی اپنے تخت نشین بدلتی رہی۔

☆ ☆ ☆

وہ واپس آیا تو کارل اسے لنچ کے لیے لے گیا۔ اس نے مانچسٹر کے سب سے مہنگے ریسٹورنٹ کا انتخاب کیا اور سائی اور شاہ ویز کو بھی ساتھ لیا۔ یہ اس کی شاہ خرچی کی انتہا تھی۔ پھر کلب میں اس نے ان سب کو ناچ کر دکھایا۔ ہنس ہنس کر سب کا برا حال ہو گیا وہ ہر مشہور ڈانسر کی نقل اتار رہا تھا۔ وہ ہاتھ سے ڈی جے کو اشارہ کرتا اور ڈی جے اس کا اشارہ فوراً" سمجھ کر مطلوبہ میوزک لگا دیتا۔ اس رات اس نے ہر بڑے ڈانسر کو خراج نقل پیش کیا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی وہاں موجود ہوتا تو ضرور کارل کو قتل کر کے قاتل بننا پسند کرتا۔

عالیان نے ایسے قہقہے لگائے جیسے اس سے زیادہ بے فکر انسان بھری دنیا میں اور کوئی نہیں' پھر وہ چاروں فلور پر کود پڑے اور کلب انتظامیہ نے جانا کہ انہیں یقیناً" اگلے دن ڈانس فلور کی مرمت کروانی پڑے گی۔

پھر کارل انہیں سلویا کی شیورلیٹ میں جو وہ اس سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا مانچسٹر کی سڑکوں پر ایسے گھماتا رہا کہ ان کی پہچان ایسے ہو گئی کہ ایک روڈ سائیڈ پر بنے ریسٹورنٹ کے ملازم نے شیشے کے پار سڑک پر جھانک کر سوچا کہ ابھی ایک شیورلیٹ کار یہاں سے گزرے گی جس میں بیٹھے یونیورسٹی کے چار مسٹنڈے چیختے چلاتے ہوئے گزریں گے۔ کارل نے یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ کار کو بھی جہاز بنا کر اڑا سکتا ہے اور عالیان نے یہ ثابت کیا کہ ڈرائیونگ کرتے کرتے بھی وہ پائلٹ کے عہدے پر فائز ہو سکتا ہے۔

بس اخبارات اور ٹی وی میں خبر نہیں آئی باقی سب جان گئے "شیورلیٹ اور وہ چار۔"

شور دل پر حاوی نہیں ہوتا پھر بھی وہ شور کا حصہ بن گیا۔ میلے تنہائی نہیں مٹاتے پھر بھی وہ میلے سجا کر بیٹھ گیا... عالیان... وہ ادھر ادھر یہاں وہاں ہو گیا۔ اس نے اپنا کمرہ سجایا اور اپنی بچت سے پرانا سامان نکال کر نیا سامان خرید لایا۔ ہال کے ایک ایک اسٹوڈنٹ نے اس کا کمرہ دیکھ کر "واؤ" کہا۔ بیڈ کے سامنے کی دیوار پر اس نے شیطان کا پوسٹر لگایا جو پہلے نہیں لگایا تھا... کارل کا۔

ننھے فرشتے سائی کو اس نے دوسری دیوار پر جگہ دی اور بیڈ کی سائیڈ پر ماما مہر کا ایک نیا اسکیچ فریم کروا کر رکھا

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

۔۔۔ مارگریٹ کے لیے وہ کوئی جگہ نہ ڈھونڈ سکا کہ وہ اسے کس حصے میں رکھے کہ اسے دیکھنے سے اسے خوشی ہوا کرے۔

وہ خود کو بدل رہا تھا۔۔۔ یہ اس کا ماننا تھا۔۔۔ ابتدا اس نے چیزوں سے کی اور وہ سب ایسے کرتا رہا جیسے کسی کو یہ سب دکھا رہا ہو۔۔۔ کس کو۔۔۔؟ اس نے یہ بیٹھ کر طے نہ کیا اور عالیان "ہارٹ بریکر" کے نام سے فریشرز میں مقبول ہو گیا۔ اس نے نئی آنے والی لڑکیوں کا جیسے دل ہی توڑ دیا کیونکہ وہ اور ویرا جگہ جگہ ساتھ ساتھ دیکھے جانے لگے۔ چہل قدمی کرتے ہوئے ' ساتھ ساتھ سائیکل چلاتے ہوتے ' لان میں بیٹھے باتیں کرتے ہوئے لائبریری میں ساتھ بیٹھ کر پڑھتے ہوئے اور کبھی کبھی ویرا اس کے کندھے پر سر رکھ دیتی تو کوئی نہ کوئی تصویر کھینچ کر سب کو ٹیگ کر دیتا اور پھر خوب گوسپ ہوتا۔ کبھی کوئی ایسی تصویر The Tab Manchester کا حصہ بھی بن جاتی ' ایسے ہی کیمپس نیوز کے عنوان سے۔

اور ایک اور جوڑی فریشرز میں بہت مقبول ہونے لگی "عالیان اور کارل کی" ہفتے کی رات یا اتوار کے دن وہ کسی ایک یا زیادہ فریشر کو بھگتا لیتے۔ سائیکلنگ اور سومنگ میں جیت جیت کر انہوں نے اتنے پیسے کما لیے کہ کرسمس کی چھٹیوں میں آرام سے کسی بھی ملک میں دس دنوں تک دو وقت کا اچھا کھانا کھا سکتے تھے۔

کسی بھی مقابلے کے دوران عالیان کا رویہ اتنا تند خو ہو جاتا جیسے جیتنا اس کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہو۔ وہ معمولی چیزوں اور اشاروں کو اہمیت دینے لگا۔ ہال میں کبھی کبھار کے ہونے والے خود ساختہ تھیٹر میں وہ ہنسا ہنسا کر سب کو لوٹ پوٹ کر دیتا۔۔۔ وہ کئی کام ایک ساتھ کرنے لگا تھا۔ جیسے اس کے پاس وقت کا نہ ختم ہونے والا ذخیرہ موجود ہو اور اپنی توانائیوں کو وہ کہیں بھی لگا دینا چاہتا ہو۔ پڑھائی کے علاوہ بھی اسے بہت کچھ سوجھنے لگا تھا۔ وہ بولتا تو خود کو روکنا نہ چاہتا۔۔۔ خاموش ہوتا تو کبھی بول پڑنے پر مائل نہ دکھتا ' ہنستا تو اس کے قہقہے کانوں کو پریشان کرتے۔ کہیں کھڑا ہوتا تو اپنے گرد مجمع اکٹھا کر لیتا اور اس کے چلنے پھرنے کا انداز ایسا ہو گیا کہ شاید وہ غصے میں آیا جاتا ہے۔۔۔ اس میں تکبر نہ جھلکتا ' لیکن وہ شان بے نیازی کا قائل نظر آنے لگا۔ اس پر نظر اٹھتی ' ٹھہرتی اور یہ سوچ پیدا کرتی "کیا یہ عالیان ہے یا نہیں۔۔۔ تو پھر عالیان کہاں ہے؟

کئی فریشرز کو اس نے کوڑے دان میں بند کیا اور کتنوں کو اسٹور میں لاک کیا کہ گمان گزرنے لگا کہ وہ سنگدل ہو گیا ہے۔ جب وہ چپ ہوتا تو یہ گمان بھی گزرتا کہ کسی کے بارے میں وہ بے حسی سے سوچ رہا ہے۔۔۔ کسی سے لڑ رہا ہے۔۔۔ دلائل دے رہا ہے۔۔۔ ثبوت مانگ رہا ہے ' وہ جنگ کی حالت میں لگتا۔۔۔ دوبدو لڑتا ہوا بھی۔۔۔ ڈھیر صورت شکست خوردہ بھی۔۔۔ وہ اختتامیہ بھی لگتا اور شروعات بھی۔۔۔

کتنی ہی علامتیں اس میں سر اٹھا کر کھڑی ہو گئیں جس میں سب سے نمایاں "میں تکلیف میں ہوں" تھی کتنے ہی اشارے اس کی سمت ابھر کر معدوم ہو جاتے ' جس میں سب سے نمایاں "مجھ سے دور رہا جائے" ہوتے۔

وہ ایک ایسے میدان کی صورت اختیار کر گیا جس میں جابجا قبریں کھودی جا رہی ہوں ' کہیں کسی گلستان کی آبیاری کی تیاری نہ کی جا رہی ہو ' نہ اس کی اجازت لی اور دی گئی ہو۔ ایک دور افتادہ عمارت کی چھت سے رسے سے کودنے کا ٹاسک اس نے ایسے جیت لیا کہ کوئی اسے ہرانے کے بارے میں سوچ نہ سکا۔

ان ایسے وقتوں میں وہ بے رحم لگنے لگتا جیسے وہ ایسا گوریلا کمانڈو ہو جو بغاوت کا ارادہ باندھ چکا ہو۔ اس کی سائیکل سڑک پر ایسے دوڑنے لگی جیسے ' وہ کوئی میزائل ہو جسے ہدف کی طرف داغ دیا گیا ہو۔

اونچائی سے پانی میں الٹی چھلانگیں لگاتے اس نے اپنے ساتھ بے دردی کا رویہ اپنا لیا کہ کارل نے اسے روک کر پوچھا۔

"تمہارا دماغ کام کر رہا ہے نا۔ بس کرو۔"

وہ ہنس کر کارل کو پرے کرتا اور پھر سے شروع ہو جاتا۔ سب دوست بس اسے دیکھتے ہی جاتے۔ سائی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

زیر لب دعائیں دہراتا اور یہ دعائیں تب بھی دہرائی گئیں جب وہ دو اونچی پہاڑیوں پر تنی رسی پر چل رہا تھا۔

کارل پہلے ہی اس پار جا چکا تھا۔ انہیں سب سے کم وقت اسکور کرنا تھا۔ اور جب وہ رسی پر چڑھا تو اس نے حفاظتی بیلٹ کھول دی۔۔۔ اور اونچائی سے نیچے جھانکا۔ کارل کے دماغ میں چھناکا ہوا اگر اس کے دو پر ہوتے تو وہ اڑ کر اسے منہ میں دبوچ کر اس طرف لے آتا۔

وہ رسی پر چل رہا تھا اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ بہت بلندی پر تھے اس کی مدد کے امکان صفر تھے۔ ان سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ان سے اپنا سانس بحال رکھنا مشکل ہو گیا۔

"یہ پاگل کیا کرنے جا رہا ہے؟" کارل کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیا کر گزرے۔

"میرا خیال تھا یہ ٹھیک ہو گیا ہے؟" سائی بڑبڑایا۔

وہاں آٹھ لڑکوں کا گروپ موجود تھا، تین فریشرز اور باقی وہ سینئرز، فریشرز نے اسے ایک چیلنج جانا کہ وہ انہیں کہہ رہا ہے کہ ایسے کر کے دکھاؤ تو ہمیں جانیں اور ان کو کوئی ارادہ نہیں تھا اس کے چیلنج پر بھڑکنے کا۔۔۔ وہ کھیلنے آئے تھے، جان پر کھیلنے نہیں اور وہ جان پر کھیلنے ہی آیا تھا۔۔۔ سب سے معمولی چیز "عالیان" کو وہ کہیں بھی اٹھا کر پھینک دینا چاہتا تھا۔

کارل اور سائی کو اس کی ذہنی حالت کے بارے میں ٹھیک ٹھیک اندازہ ہو گیا۔ وہ انہیں دھوکا دیتا رہا تھا اور وہ اس کے دھوکے میں آ گئے تھے۔۔۔ وہ اتنی اونچائی پر اکیلا کھڑا تھا اسے نیچے جا گرنے کا کوئی ڈر نہیں تھا۔

اس نے سب سے کم وقت اسکور کیا تھا۔۔۔ کارل نے اسے گریبان سے پکڑ لیا۔

"اگر تم مرنا چاہتے ہو تو مجھے بتاؤ، میں تمہیں گولی مارنے کا حوصلہ پیدا کر لوں گا۔۔۔ اس کے لیے تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ اسے غصے کی زیادتی کی وجہ سے جھنجھوڑ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے مار دو گولی۔۔۔" اس نے سنجیدگی سے کہا اور جھانک کر نیچے دیکھا اتنا اونچا آکر بھی وہ کہیں بہت نیچے گرا ہوا ہی تھا۔

کارل نے اس کے جبڑے پر پوری قوت سے گھونسا مارا کہ اس کے منہ سے خون نکلنے لگا، وہ بھاگ کر رسی پر چڑھ گیا اور حفاظتی بیلٹ کھول دی۔

"اب دیکھو مجھے۔۔۔ اور یہ جانو کہ کیسے جان نکلتی ہے۔"

عالیان نے اپنے لب بھینچ لیے اور اسے افسوس ہوا۔۔۔ کارل بے دردی سے رسی پر چل رہا تھا جیسے اسے بھی اپنی جان کی پروا نہیں۔۔۔ لیکن عالیان کو اس کی پرواہ تھی۔۔۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ پہاڑ اس کے پیروں تلے سے کھسک رہا تھا۔

فریشرز کھڑے ان دونوں کی شکلیں دیکھ رہے تھے۔۔۔ سائی پھر سے زیر لب دعائیں پڑھنے لگا تھا اور عالیان کارل سے اپنی نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے، جان اس وقت نہیں نکلتی جب اپنی جان نکلتی ہے۔۔۔ جان اس وقت نکلتی ہے جب اپنے کسی جان سے پیارے کی جان نکلتی ہے۔ اور اس نے یہ جانا کہ ہم اپنے پیاروں کی جانوں کے حق دار ہیں اپنی نہیں۔" اس نے بے بسی سے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا کہ اتنا کچھ جان لینے پر بھی وہ جان لینے والوں جیسا کیوں نہیں ہو رہا۔

اور یہ کہ زندگی کے سب ہی اجالے "شب گزیدہ" کیسے ہو گئے اور ارتکاز کے سناٹوں نے "عائشہ نیازی" کے کرب آمیز چیخے کس دھاگے سے بن لیے۔

"سراب مسلسل" "داستان حیات" میں کس رخ سے داخل ہو کر پناہ گزیں ہوا اور قطرہ شبنم "بہ نوک خار می رقصم" ہونے پر راضی کیسے ہو گئے۔

✡ ✡ ✡

عالیان اور ویرا کی جو تصویریں ادھر ادھر گھومتی تھیں وہ امرحہ کی نظروں سے بھی گزر ہی جاتی تھیں۔ شنزا تو خاص اسے وہ تصویریں موبائل پر بھیجتی تھی۔ وہ ان تصویروں کو دکھ سے دیکھتی نہ غصے اور حسد سے۔ وہ عالیان اور ویرا کی تصویریں ہوتیں اور وہ دونوں ہی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے پیارے تھے۔ ہاں کبھی کبھی ان تصویروں کو دیکھتے اسے سانس لینے میں مسئلہ ہوتا اور ایک بار اس نے محسوس کیا کہ جسے ہم سارے کا سارا اپنا سمجھتے ہیں وہ سارے کا سارا کسی اور کا ہو جائے تو ایسا لگتا ہے کوئی ہمارے ٹکڑے، کر کے چیل کوؤں کو کھلا رہا ہے اور ہمیں دکھا بھی رہا ہے کہ دیکھو کیسا لگتا ہے۔

اس نے عالیان کے پاس جانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ نہ اپنی غلطی کی معافی مانگنے کی وہ اسے اپنی صورت ہی نہیں دکھانا چاہتی تھی کہ اسے پھر سے تکلیف ہو۔ اس نے ایک خط لکھ کر سائی کو دے دیا تھا کہ وہ اس کے پاکستان جانے کے بعد عالیان کو دے دے۔ خط میں اس نے اپنی غلطیوں کی معافی مانگی تھی اور کچھ نہیں....

ان ہی خزاں رسیدہ دنوں میں اس کا سامنا پال سے ہوا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خاص اس سے ملنے آیا ہو۔ اس سے پہلے بھی اس کا اس سے سامنا ہوتا رہا تھا لیکن وہ راستہ بدل لیتی تھی۔

"میں اب تم سے معذرت کرنے کے قابل ہو سکا ہوں۔" اس نے مسکرا کر دوستانہ انداز میں کہا۔ اس کے پہلے ہی جملے پر امرحہ حیران رہ گئی۔ وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"مجھے حقیقتاً اب افسوس ہوا ہے کہ میرا ردعمل کس قدر غلط تھا۔ میں نے تمہیں نقصان پہنچانا چاہا بدلے میں تم نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا۔ تم نے یہ ثابت کر دیا کہ تم بہرحال مجھ سے بہتر انسان ہو.... امرحہ! مجھے یہ جلد ہی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ پیغامات تم مجھے پوسٹ کرتی رہی ہو۔"

امرحہ ذرا سا چونکی۔ اس واقعے کے بعد امرحہ اسے پیغامات پوسٹ کرتی رہی تھی۔ وہ ہفتے میں دو بار ایسا کرتی وہ باقاعدگی سے لیٹر اسے ٹائپ کر کے بھیجتی رہی۔

"شروع کے پیغامات چھوڑ کر میں نے بعد میں آنے والوں کو ذرا توجہ سے پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ پھر میں نے ان پر سوچنا شروع کر دیا اور پھر میں ان سے متاثر ہونے لگا۔ ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی تھی کہ عام سمجھ بوجھ والے انسان کو اچھی نہ لگے۔ چند ماہ پہلے میں نے مذاہب پر کچھ کتابیں لے کر پڑھیں اور مجھے معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک کتاب میں وہ لکھا تھا جو تم مجھے لکھ لکھ کر پوسٹ کرتی رہی تھی۔"

"میں تمہیں قرآن کی آیتیں لکھ کر بھیجتی رہی تھی۔"

"معلوم ہو گیا ہے مجھے تم نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ میں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ کیا تم مجھے برا انسان سمجھنا چھوڑ سکتی ہو، امرحہ۔"

امرحہ مسکرا دی اور کہا۔ "ہاں! تم نے لاعلمی کے باعث میرے مذہب کے بارے میں جو کہا تو میں نے تمہیں معاف کر دیا مگر میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے تو میں یا کوئی بھی مسلمان اسے برداشت نہ کرتا۔"

کچھ دیر اور باتیں کر کے جب پال چلا گیا تو امرحہ کو لگا جیسے وہ کسی امتحان میں پاس ہو گئی ہے۔ چلو اس کے ہاتھ کوئی تو کامیابی آئی۔ اس واقعے نے اس کے اندر یہ احساس پیدا کیا کہ عقل اور سوجھ بوجھ سے کیے گئے عمل بے کار نہیں جاتے، عقل کرشمہ ساز ہے اور یہ معجزوں کی رتھ کی سوار ہے۔

"سائیکل پر جایا کرو نا، تم تو سائیکل کو بھول ہی گئیں۔" سادھنا رات کو اس کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

"دل نہیں چاہتا سائیکل چلانے کو۔" وہ پڑھ رہی تھی۔

"تمہارا تو اب زبان ہلانے کو بھی دل نہیں چاہتا۔" سادھنا نے اسے ہنسانا چاہا۔

"میری زبان نے بہت کمالات دکھائے ہیں نا اس لیے۔" اس نے ہنس کر کہا لیکن بات مذاق نہیں تھی۔

"اگر انسان سے غلطی نہ ہو تو وہ انسان نہ ہو۔"

"اگر غلطیاں ہی ہوتی رہیں تو بھی وہ انسان نہ ہو۔" اس نے سر اٹھا کر کہا۔

اس کے انداز پر سادھنا خاموش ہو گئی اور کچھ دیر

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ٹھہر کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اگلے دن یونیورسٹی سے وہ ہسپتال آگئی کارل کا معمولی سا ایکسیڈنٹ ہوا تھا 'ایک امیرزادے کی کار کے ساتھ اور کارل نے سڑک پر چلا چلا کر ایسے ہنگامہ کیا جیسے اس کی ساری ہڈیاں چور چور ہو چکی ہوں۔ وہ خود کو اس امیرزادے کے خرچ پر پرائیویٹ ہسپتال تک لے آیا تھا اور مزے کر رہا تھا ویسے اسے چلنے میں تھوڑا بہت مسئلہ تھا۔

امرحہ دو دن بعد اس کے پاس جانے کا فیصلہ کر سکی اور کاؤنٹر پر اس کے بارے میں پوچھا تو کاؤنٹر پر موجود دو لڑکیوں نے اسے ذرا گھور کر دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

"تم دوست ہو اس کی ...؟" ایک نے منہ بنا کر پوچھا۔

امرحہ نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے... ویسے زیادہ دیر تک ہسپتال میں رہنا ٹھیک نہیں ہوتا... کتنا اچھا ہو اگر وہ تم سب کے ساتھ یونیورسٹی جوائن کر لے... دو دن بہت زیادہ دن ہوتے ہیں ہاسپٹل میں قیام کے لیے۔" جس نے منہ بنایا تھا اس نے زبردستی مسکرا کر کہا۔ امرحہ اس کی بات سمجھ نہ سکی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے دوست سے کہو کہ وہ جلد ہی ہسپتال سے ڈسچارج ہو جائے... یہ اس کی صحت کے لیے اچھا ہو گا۔" دوسری نے ذرا مسکرا کر کہا۔ "اور دوسروں کی صحت کے لیے بھی۔" پہلی کا منہ پھر سے بن گیا۔

امرحہ کارل کے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور اپنی پشت پر پھر ان کی آواز سنی۔

"پتا نہیں ڈاکٹرز کب ڈسچارج کریں گے اسے؟"

"جب ہسپتال اسٹاف ہسپتال کے رومز میں شفٹ ہو جائے گا تب۔" دوسری فوراً بولی۔

امرحہ اس کے کمرے میں آئی تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس کا خیال تھا عالیان اپنی جاب پر ہو گا 'پر وہ سامنے ہی بیڈ کے ایک طرف بنی کھڑکی کی چوکھٹ میں بیٹھا نوٹ پیڈ پر کچھ بنا رہا تھا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر سب نے سر اٹھا کر اس کی سمت دیکھا... عالیان نے بھی۔

وقت جن پروں پر اڑ کر آیا تھا' وہ پر اس نے وہیں جلا دیے۔

وہ وہیں کھڑی رہ گئی اور فیصلہ نہ کر سکی کہ اندر جائے یا باہر نکل آئے۔

"آہا... امرحہ... آجاؤ... پہلے یہ بتاؤ' خالی ہاتھ تو نہیں آئی ہو نا؟" کارل بیڈ سے اچھل کر کھڑا ہوا اور لپک کر اس کے قریب آیا۔

سائی اور شاہ ویز مل کر دیوار پر ایک پوسٹر لگا رہے تھے جس پر لکھا تھا "جلدی ٹھیک ہو جاؤ کارل... اور وہ جلدی کبھی نہ آئے۔" پوسٹر پر لاتعداد دستخط موجود تھے جو یقیناً "ہال ممبرز اور یونی فیلوز نے کیے تھے۔

شاہ ویز اور سائی نے بھی اسے دیکھ لیا تھا اور خیر مقدمی انداز سے مسکرا دیے تھے۔

"لاؤ اب یہ چاکلیٹس مجھے دے دو۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس سے چاکلیٹ کا ڈبا تقریباً" چھین ہی لیا اور انہیں بیڈ کی سائیڈ پر رکھے ایک باکس میں ڈال کر اسے لاک کر دیا اور چھوٹی سی چابی منہ میں دبالی۔ امرحہ کے تاثرات سے وہ سمجھ گیا کہ وہ اسے بیمار نہیں سمجھ رہی اور وہ اپنی لائی چاکلیٹس واپس ہی نہ مانگ لے۔ اس نے کراہنا شروع کر دیا اور اپنی زخمی کہنی اور پیر آگے کر کے دکھایا۔

"دنہیں... نہیں میں بیمار ہوں' یہ دیکھو۔"

عالیان نے ایسے ظاہر کیا جیسے کمرے میں کوئی آیا ہی نہیں اور وہ پنسل کے ساتھ نوٹ پیڈ پر مصروف رہا۔

"میں دو دن تکلیف سے تڑپتا رہا اور تم اب آرہی ہو امرحہ؟" کارل نے دانت نکال کر کہا۔

"امرحہ! جاتے جاتے ہسپتال اسٹاف کی خبر گیری بھی کرتی جانا ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ وہ دو دن تکلیف سے تڑپتے رہے۔" شاہ ویز نے کہا۔

"تم کب تک رہو گے یہاں؟" امرحہ نے پوچھا۔

"جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتا۔"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"لیکن تم تو مجھے ٹھیک ہی لگ رہے ہو۔۔۔"

"نہیں میں ٹھیک نہیں ہوں نا!" اس نے آنکھ مار کر کہا۔

تھوڑی دیر بیٹھ کر امرحہ اٹھ آئی۔ سائی امرحہ کے ساتھ باہر تک آیا اور اسے ہمدردی سے دیکھنے لگا جو کمرے سے باہر تک عجیب حالت میں چلتی آئی تھی۔

"تم بیٹھو ہی نہیں، آجاؤ واپس چلتے ہیں۔ کارل اتنے مزے مزے کے لطیفے سنا رہا ہے نرسز کے بارے میں۔۔۔ اور تم نہیں پتا ہے ہسپتال کے رومز سے بھی کھانے پینے کی چیزیں غائب ہونا شروع ہو گئی ہیں اور مجھے نہیں معلوم تھا کہ نرسز بھی ایسے چلا سکتی ہیں۔ میرے سامنے، ایک نے چلا چلا کر ہسپتال سر پر اٹھا لیا۔ اس کی کلائی پر جو کیڑا چپکا تھا وہ اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ وہ بے چاری اسے ایک انجکشن لگانے آئی تھی رات کو۔۔۔ کون تھا جو اپنے اپنے روم سے نکل کر اس نرس کو نہیں دیکھ رہا تھا۔"

سائی نے اسے ہنسانے کے لیے یہ سب کہا تھا اور اس کا دل رکھنے کو وہ ہنس دی اور چلی آئی۔ اور اندر عالیان کارل کا لنگڑا اسکیچ بنا چکا تھا اور اس کے زخمی ہاتھ میں ایک عدد چاکلیٹ کا ڈبا بھی تھما دیا تھا۔۔۔ اور کارل کی آنکھیں۔۔۔ کوئی دیکھتا تو عالیان سے پوچھتا۔۔۔

یہ کون سا کارل ہے جس کی آنکھیں اتنی سیاہ ہیں۔۔۔ اتنی سیاہ کہ ان میں جھانک کر مشرق کی ساری رمزیں بوجھی جا سکتی ہیں۔۔۔ سارے قصے کہانیاں پڑھی جا سکتی ہیں اور جو اتنی محفوظ ہیں کہ ان میں اتر کر سارے دروازے بند کر کے قید ہو جانے کو جی چاہتا ہے۔ ایسی پناہ گاہیں جو مین کو میسر نہیں، ان کے مالک ہونے کا اعتراف صرف ایک انسان ہی پا سکتا ہے۔۔۔

ایسا انسان، جس کے ساتھ لفظ "محبت" جڑا ہو۔۔۔

عالیان کی پنسل آنکھوں کی پتلیوں کو اور سیاہ کر رہی تھی اور وہ یہ جانتا نہیں تھا کہ وہ یہ کر کیا رہا ہے۔

☆ ☆ ☆

فریشرز میں سے ایک لڑکی ایما کے ساتھ کارل کی دوستی اتنی بڑھ گئی کہ لڑکی کو کارل کو پرپوز کرنا پڑا اور کارل نے یہ اعزاز آخر حاصل کر ہی لیا کہ کوئی اسے بھی پرپوز کر سکتا ہے۔ لڑکی کا تعلق لندن سے تھا اور وہ کسی ہال میں رہنے کے بجائے ایک بہت بڑے گھر میں رہ رہی تھی۔ یعنی وہ اتنی امیر تھی۔

یونی فیلوز کو کارل کی قسمت پر رشک آیا اور لڑکی کی قسمت پر افسوس ہوا، پھر انہی یونی فیلوز کو لڑکی کی قسمت پر رشک آیا اور کارل کی قسمت پر افسوس بھی نہ ہوا۔

کارل نے کوشش کی تھی کہ وہ ایک عام انسان بن کر رہے، لیکن صرف ایک دن وہ عام انسان بنے رہنے سے چوک گیا۔ ایمان کی برتھ ڈے پارٹی پر جس میں لندن سے آیا اس کا خاندان بھی شریک تھا۔ اس نے کچھ ایسے پرانک (مذاق) کر ڈالے کہ سب دنگ رہ گئے کہ پرانک اور دہشت گردی میں کوئی تمیز نہیں کیا۔۔۔؟ ان میں سب سے معمولی اور بے ضرر پرانک صرف اتنا سا تھا کہ اس نے سرخ کارپٹ پر نظر نہ آنے والی ڈوری کی بارودی سرنگ بچھا دی جس سے پیر نہیں الجھتے۔۔۔ پھر اس نے ڈوری کے سرے کو آگ دکھا دی۔۔۔ اور وہ ڈوری کسی چھلاوے کی طرح سانپ بنی، پھلجڑی کی طرح کارپٹ پر رقص کرنے لگی۔۔۔ مہمانوں کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ بھاگ کر کہاں جائیں ہر طرف اس پھلجڑی کا جال بچھا بھڑک جاتا۔ یہ سب سے معمولی اور بے ضرر پرانک تھا۔۔۔ باقی کے معمولی اور غیر اہم پرانک۔۔۔ بقول مہمان "خدا کی پناہ۔"

بس اتنی سی بات تھی اور ایما نے اس کے منہ پر انگوٹھی دے ماری کہ وہ ایک دیوانہ انسان ہے۔۔۔ انگوٹھی سائی نے کیچ کی اور الفاظ عالیان نے یاد کر کے باقی کے ہال میٹس کو سنائے۔۔۔ شاہ ویز نے نیلا گاؤن پہن کر ایما بن کر۔۔۔ سائی نے ہو بہو نقل اتار کر دکھائی اور ہال میں "ایما برتھ ڈے پارٹی" کے عنوان سے ڈرامہ تھیٹر کیا گیا۔ جس نے تھیٹر ڈراموں کی تاریخ کو بدل ڈالا اور سب کامیڈی ڈراموں کا "باپ ڈراما" ہونے کا خطاب حاصل کیا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ایما تو پاگل تھی کارل تو صرف اس کی برتھ ڈے پارٹی کو یادگار بنانا چاہ رہا تھا۔

"یادگار۔۔"

ویرا کے لیے وہ یادگار لمحہ تھا۔ ان سب کے مشترکہ دوستوں کی برتھ ڈے پارٹی تھی جس میں ان دونوں نے گانا گایا تھا۔ اس نے عالیان کو روسی گیت کی مشق کروائی تھی اور وہاں موجود سب لوگوں کا ماننا تھا کہ اس سے بہترین گانا انہوں نے پہلے نہیں سنا' پھر ویرا جب اکیلی گٹار پر گانا گانے لگی تو دور کونے میں کھڑے ہو کر عالیان اسے دیکھنے لگا۔ اس کا عکس پانی کی طرح جھلمل کر رہا تھا۔ بن اور مٹ رہا تھا' ٹھہر نہیں رہا تھا۔

"ویرا ایک اچھی لڑکی ہے۔" اس نے خود سے کہا' خود کو یاد دلایا۔

اس کی صورت بن اور بگڑ رہی تھی جو اچھی بات نہیں تھی۔۔ اسے تو نقش ہو جانا چاہیے تھا۔

اس نے ویرا کے پاپا سے کئی بار بات کی تھی۔ وہ اس سے اس کی دلچسپیوں کے بارے میں پوچھتے اور اس سے بات کر کے بہت خوش ہوتے۔

ماما مہر ہفتے میں دو بار اس سے مل کر جاتیں۔ اور وہ کسی ریسٹورنٹ یا ہوٹل میں ڈنر کر لیتے۔ فلم دیکھنے چلے جاتے' پہلے ماما مہر نے اسے چھپا کر رکھا ہوا تھا کہ ولید کے آدمی اس تک نہ پہنچ جائیں اب اس احتیاط کی ضرورت نہیں تھی۔ ولید کے آدمی اب بھی اس کے پاس اسے مختلف بہانوں سے منانے آئے تھے اور وہ ان سے بہت اچھی طرح سے نبٹتا تھا۔

اور ایک بار وہ سیکرٹ روم بھی گیا۔ وہ سمجھ نہیں سکا کہ وہ وہاں کیوں آیا ہے۔ اس نے ایسے ہی دیواروں کو دیکھا اس کی نظروں نے کچھ ڈھونڈنا چاہا۔ امرحہ کی لکھائی پر اس کی نظریں ٹھہر گئیں اور اس نے نظریں پھیر بھی لیں۔ تو امرحہ وہاں کیوں آیا تھا؟ اس نے کاغذ پر چند سطریں لکھیں۔

"ویرا ایک اچھی لڑکی ہے۔۔ بہت اچھی لڑکی۔" وہ کاغذ کو گھورتا رہا' کیا اسے یہ لکھنا تھا۔۔ ہاں۔۔ پر یہی کیوں۔۔؟

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میرے دل کی وسعت کہاں کھو گئی ہے۔۔ میں ظالم ہوں یا مظلوم۔۔ میں اچھا کر رہا ہوں یا میرے ساتھ برا ہو رہا ہے۔" دوسرے کاغذ پر لکھ کر اس نے دیوار کے ساتھ چپکا دیا اور مانچسٹر کی حدود سے دور نکل گیا۔

شام نے اپنا پیراہن رات کے حوالے کیا۔

رات تین بجے کے قریب وہ ایک دم سے اٹھی اور بستر ایسے چھوڑا جیسے قیامت آ گئی ہو۔ کوٹ اور جوتے اس نے کیسے پہنے اسے معلوم نہیں ہوا اور وہ کمرے سے باہر بھاگی اور بیرونی دروازے کو پار کیا جو ان لاک تھا۔ اور تیزی سے شیڈ کی طرف بڑھی اور اپنی سائیکل نکالی۔ ابھی وہ اس پر بیٹھ کر اسے اڑاتی کہ سادھنا کی آواز اس کے پیچھے سے آئی۔

"امرحہ۔۔ کہاں جا رہی ہو؟"

وہ پسینہ پسینہ ہو چکی تھی اور سانسیں قابو میں نہیں آ رہی تھیں۔ اس نے سادھنا کی طرف دیکھا۔ پھر خود کو اور سائیکل کو۔۔ "Anslm ہال میں آگ لگی ہے۔۔" آنسو اس کی آنکھوں سے کسی سیلاب کی طرح نکل رہے تھے۔

"تمہیں کس نے بتایا؟" سادھنا اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کرنے لگی۔

"مجھے۔۔؟" اب وہ چونکی اور یاد کرنے لگی۔

"ہاں۔۔ کس نے بتایا۔۔ سائی نے یا کارل نے؟"

وہ خاموش سادھنا کو دیکھتی رہی پھر سائیکل کو واپس رکھا اپنے گال رگڑے اور گھر کے اندر کی طرف قدم بڑھا دیے۔ اس نے خواب دیکھا تھا یا کچھ اور تھا؟ اس نے ہال میں آگ لگی دیکھی تھی۔ سادھنا کے سامنے وہ شرمندہ سی ہو گئی۔

"بتاؤ امرحہ تمہیں کس نے بتایا؟" سادھنا نے اس کا شانہ ہلایا۔

"کسی نے نہیں۔۔ میرا وہم تھا شاید۔"

سادھنا بہت دیر تک اسے دیکھتی رہی "امرحہ! ہال میں واقعی آگ لگی تھی' ابھی دس منٹ پہلے ویرا مجھے

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بتا کر اس طرف گئی ہے۔ سب ٹھیک ہیں وہاں۔" سادھنا نے اس کا گال چھو کر کہا۔

"تو ویرا جا چکی ہے۔" وہ واپس اپنے کمرے میں پلٹ آئی اور ان دعاؤں کو دہرانے لگی جو تا عمر اسے عالیان کے لیے دہراتے رہنی تھیں۔ پھر اس نے سائی کو فون کیا اور احوال پوچھا وہاں سب ٹھیک تھا' حادثاتی آگ تھی جس پر قابو پالیا گیا تھا۔ امرحہ نے فون بند کر دیا تو سائی عالیان کے پاس آیا۔

"کسی نے امرحہ کو آگ کے بارے میں نہیں بتایا تھا لیکن اسے معلوم ہو گیا۔ اگر فون پر تم اس کی آواز سن لیتے تو کانپ جاتے' عالیان! تم اسے خود سے الگ ہی رکھو لیکن اسے ناپسند نہ کرو۔۔۔ اسے ایک ایسے شخص کا مشورہ مان کر اس پر عمل کر لو' جس نے اب تک کی عمر میں سب سے صرف بے لوث محبت کرنا ہی سیکھا اور سکھایا ہے۔" سائی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

عالیان کی آنکھوں کی پتلیاں جھلملا گئیں اور وہ سائی کے پاس سے اٹھ آیا۔ غصہ' انا' دکھ' پچھتاوا' بے رحمی' وہ ان سب کا ملغوبہ بن گیا تھا۔ وہ آج جو بن گیا اس نے ایسا بننے کے بارے کبھی نہیں سوچا تھا۔ اب تک جو اس کے ساتھ ہو چکا تھا۔ اس نے یہ بھی نہیں سوچا تھا کہ اس کے ساتھ ہو گا۔ وہ بیک وقت ایک رحم دل اور بے رحم انسان بن گیا۔ ظالم اور معصوم' جلد باز اور صابر' ذہین اور سودائی۔۔۔ آسان اور مشکل۔ وہ اپنی ذات کی بھول بھلیوں اور اپنے فیصلوں کی گرداب میں پھنس چکا تھا' وہ اب ایک ایسے شخص کی کہانی بن گیا جس کے پاس سب ہوتا ہے بس اپنا آپ ہی نہیں ہوتا' جو سب کچھ ڈھونڈ نکالتا ہے سوائے اپنے۔۔۔

ہارٹ راک میں ایک رات اس کی نظر ایک لڑکی پر ٹھہر گئی جس نے سرخ رنگ کی فراک پہن رکھی تھی اور بالوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا۔ وہ ڈانس فلور پر ایسے ناچ رہی تھی' جیسے کوئی اور بھی اس کے ساتھ ناچ رہا ہے۔ کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے' کوئی اسے بانہوں میں تھام کر گھما رہا ہے۔ آس پاس والوں نے اسے پہلے لڑکی کا ایک مذاق سمجھا پھر اس کی سنجیدگی اور کمال فن دیکھ کر انہوں نے مذاق کا پہلو ترک کر دیا۔

ڈانس فلور پر باقی سب رک کر پیچھے ہو گئے اور وہ اکیلی ویسے ہی محو رقص رہی جیسے اس کا محبوب اس کے ساتھ محو رقص ہے۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر کمال معصومیت لڑکی کے انداز میں ایسی بے خودی تھی کہ گمان ہوتا تھا کہ وہ کسی نہ نظر میں آنے والے وجود کے ساتھ موجود ہے۔ سب اسے بہت فرصت سے دیکھ رہے تھے اور کوئی یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ رقص روک دے۔ ایسے رقص قسمت سے ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ سب نے اپنی حرکات کو جامد کر لیا کہ مبادا کوئی آواز ہو اور وہ چونک جائے۔

کچھ دیر گزری' اس نے آنکھیں کھولیں۔ اسے احساس ہوا کہ وہ کیا کرتی رہی ہے' لیکن وہ شرمندہ نہیں ہوئی بلکہ وہ مسکرائی جیسے "ملاقات محبوب" تمام ہوئی۔۔۔ بخوشی اور وہ ڈانس فلور سے ہٹ گئی۔

وہاں موجود ایک شخص اس کی کیفیت کو سمجھنے کا دعوا کر سکتا تھا۔ وہ شخص عالیان تھا۔ کچھ دن پہلے وہ کیفے کے اسٹور میں آیا تھا اور اسٹور میں آکر باہر جانا بھول گیا تھا۔ وہ فرش پر بیٹھ گیا اور کتنا ہی وقت گزار دیا وہ تب چونکا جب اس کا فون بجا۔ ویرا نے اسے کچھ نوٹس کے بارے میں پوچھنے کے لیے فون کیا تھا۔

ویرا کی آواز اسے واپس لے آئی اور وہ اس سے خائف نہیں ہوا۔ ویرا سے زیادہ سمجھ دار لڑکی اس نے اب تک نہیں دیکھی تھی۔ اس کا دل بہت بڑا تھا۔ وہ جلد برا نہیں مانتی تھی۔ اس کی باتیں سننے میں مزا آتا تھا۔ اس کے ساتھ چلتے اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ وہ دل دکھانے والوں میں سے ہرگز نہیں تھی' اس نے ایک بار اسے بادام کیک بنا کر کھلایا تھا اور وہ بے چاری خاموشی سے کھا گئی تھی۔ بچے ہوئے آخری ٹکڑے کو کھانے پر عالیان کو معلوم ہوا کہ اس نے اس سے بدمزہ کیک ساری زندگی نہیں بنایا ہو گا۔

اور امرحہ نے بادام کیک بنانا سیکھ لیا تھا۔ اس نے وہ کیک سادھنا کے لیے بنایا تھا اس کی سالگرہ کے لیے۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سادھنا اس کا اتنا خیال رکھتی تھی اسے بھی کچھ اس کے لیے کرنا چاہیے تھا۔ ویرا نے اخبار کے دفتر باقاعدہ جاب کر لی تھی اور وہ کافی مصروف رہنے لگی تھی۔ امرحہ کا خیال تھا ویرا ایک بہت اچھی صحافی بن سکتی ہے۔ ویرا اسے اپنے آفس بھی لے کر گئی تھی اور وقت نکال کر وہ اسے اپنی سائیکل پر بٹھا کر مانچسٹر گھماتی رہتی تھی اور ایک بار وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چہل قدمی کرنے لگی۔

امرحہ کا دل افسوس سے بھر گیا۔ سائی ٹھیک کہتا ہے۔ سب اس کے ساتھ کتنے اچھے ہیں یہ وہ اندازہ بھی نہیں کر سکتی اور اگر وہ ویرا کو بتا دے کہ عالیان اس کے لیے کیا ہے تو ویرا شاید بہت آرام سے عالیان کو پہچاننے سے ہی انکار کر دے۔ لیکن اب اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی تھی۔

عالیان کے باپ کی آمد سے ویرا واقف ہو چکی تھی لیکن اسے کسی نے یہ نہیں بتایا تھا کہ امرحہ نے وہ سب کیا تھا۔ اسے بہت اوپر اوپر کی عام سی باتیں معلوم ہوئی تھیں۔ سادھنا، کارل، سائی، لیڈی مہر کسی نے دوبارہ کسی کے سامنے بھی اس واقعے کا ذکر نہیں کیا تھا۔ عالیان امریکہ گیا تھا تو ویرا کو یہی معلوم تھا کہ وہ اماں مہر کو لے کر شارلٹ کے گھر گیا تھا۔

عالیان اور ولید البشو کی ملاقات کیسی رہی۔ اس نے یہ بھی معلوم کرنا نہیں چاہا تھا۔ لیڈی مہر نے بس اسے اتنا کہہ دیا تھا کہ وہ عالیان سے اس بارے میں کوئی بھی بات نہ کرے اور اس نے ایسا ہی کیا۔

☆ ☆ ☆

ویرا سے بہت کم ملاقات ہو پاتی تھی اس کی۔ رات کو وہ بہت دیر سے واپس آتی اور یونی میں وہ اس کے ڈیپارٹمنٹ جا نہیں سکتی تھی۔ ویرا کی اسٹڈی ٹف تھی تو اسے لائبریری سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی۔

امرحہ نے پہلی بار کے تجربے کے بعد وقت سے پہلے اپنی اسائنمنٹ بنانا سیکھ لیا تھا۔ ویسے بھی اس کے پاس پڑھنے کے علاوہ اور کام ہی کیا تھا۔ یونی میں اس کے بہت سے دوسرے ڈیپارٹمنٹس کے دوست اسے ڈھونڈتے اس کے پاس آتے کہ وہ کہاں گم ہے، نظر کیوں نہیں آتی اور اس کے ایشین فلیگ نے لہرانا کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اور اس کی سائیکل کسی کو آج کل گراکیوں نہیں رہی۔۔ اور اب ریس کب ہوگی کارل کے ساتھ۔ بلکہ اب تو فٹ بال میچ ہونا چاہیے۔

کارل کے ساتھ اس کی سائیکل ریس اتنی مقبول ہوئی تھی جیسے اس نے ورلڈ سائیکلسٹ کا میڈل جیت لیا ہو۔ بہت بڑی تعداد آئی تھی اسٹوڈنٹس کی ریس دیکھنے۔ وہ سب امرحہ کو سپورٹ کرنے آئے تھے۔ اتنی اہم تھی امرحہ ان کے لیے۔۔ اور اب بھی وہ اسے اپنی پارٹیز میں بلانا نہیں بھولتے تھے۔ دائم نے نوال کی برتھ ڈے پارٹی پر اسے بلایا، لیکن وہ بار بار کے اصرار پر بھی نہیں گئی۔

اخبارات میں ویرا کے آرٹیکلز دھڑا دھڑ آرہے تھے۔ وہ ان آرٹیکلز کو پڑھتی اور ان کے تراشے کاٹ کر اس نے ایک فائل بنانی شروع کر دی۔ اسے یہ سب پاکستان اپنے ساتھ لے کر جانا تھا۔ اب حقیقت میں وہ ویرا کو اپنے دل کے بہت قریب محسوس کرتی تھی۔ ایک ایسی دوست جو اسے اب تک کی زندگی میں نہیں ملی تھی۔ اس نے کارل کو پھرا لگوایا کہ امرحہ ہر حال میں جیت جائے۔۔ ویرا کے لیے اس کی جیت اتنی خاص تھی۔۔ وہ فہرست بناتی تو تھک جاتی۔ جو جو کچھ ویرا نے اس کے لیے کیا تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ روس لے جانا چاہتی تھی۔ اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتی تھی۔ اور امرحہ واقعی میں اب اس کی مٹھی میں بند ہو جانا چاہتی تھی۔

"اختتام" وقت کا ہو یا کسی عمل کا۔۔ کتنا بھی خوشگوار ہو، دکھی کر جاتا ہے۔ کسی بھی چیز کا ختم ہو جانا دل پر آری چلا جاتا ہے۔

سب ختم ہو رہا تھا۔ سب۔

فارغ وقت میں وہ البم بناتی رہتی۔ کارل، ویرا، سائی اور عالیان کی مختلف تصویریں کاٹ کاٹ کر چپکاتی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

رہتی' ساتھ ان کی کہی باتیں لکھتی جاتی۔ ایما برتھ ڈے پارٹی کی جتنی تصویریں یونی میں پھیلی تھیں وہ سب اس نے حاصل کرلی تھیں۔ ہال میں ہونے والے "ایما برتھ ڈے پارٹی" ڈرامہ کی تصویریں بھی اسے مل گئی تھیں' جس میں عالیان ایما کا باپ بنا تھا' سائی ایما کی ماما اور شاہ ویز ایما اور وہ سب کارل پر قہرین کر برس رہے تھے' اور باقی ہال میٹس ہنس ہنس کر مرنے کے قریب ہو گئے تھے۔

اس نے اس البم میں اپنا سارا جہان سمیٹ لیا۔ وہ اسے دیکھ دیکھ کر ہنستی اور روتی رہتی۔ وہ ان سب کو اپنے سینے سے لگا کر رکھنا چاہتی تھی۔ اس کا دل ان سب سے آباد رہنے والا تھا۔ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہنے والے تھے۔

لیڈی مہر کو کہانیاں سنانا بھی اس نے بند نہیں کیا تھا۔ اسے آخر کار خود سے کہانی بنانا آگیا تھا۔ اس نے اپنے خاندان کی پسند کی شادی کرنے والوں کے قصے کہانی بنا کر سنا دیے' جسے بہت پسند کیا گیا۔ این البتہ درمیان میں بہت سوال پوچھتی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اگر لڑکا لڑکی شادی کرنا چاہتے ہیں تو فلاں ماموں کو کیوں مسئلہ ہے' یا فلاں تایا جی یا دادی جی یا ابا جی کو۔ اور آخر پھوپھو جی اپنی بیٹی کی شادی کسی اور لڑکے سے کیوں نہیں کر دیتیں اسی ایک لڑکے سے کیوں۔۔۔ اور خالہ جی نے شادی میں نہ آنے کی دھمکی کیوں دی اور آخر اس بات کا کیا مطلب ہے کہ "تم آج سے ہمارے لیے مر گئے۔"

نشست گاہ میں آتش دان کے پاس ویرا کے علاوہ وہ سب ہوتے۔ کرسمس آنے والی تھی تو وہ لیڈی مہر کے بچوں اور ان کے بچوں کے لیے تحائف بھی پیک کرتے جاتے۔ ایک پہاڑ تھا تحائف کا جو انہیں پیک کرنا تھا۔ وہ اور سادھنا مل کر ان تحائف کی خریداری بھی کرتے جو لیڈی مہر کو بہت پسند آئے۔

عالیان جاب پر جانے سے پہلے گول دائرے کی صورت سائیکل چلاتا ہی جاتا' چلاتا ہی جاتا' خود کو چکروں میں لے لیتا' اسے ایسا کرتے دیکھ کر چکر آنے لگتے لیکن وہ باز نہ آتا۔

کارل اور وہ ایک ساتھ واپس آتے اور کسی نہ کسی ہال میٹ کے کمرے میں گھس جاتے' پیزا منگواتے' فلم دیکھتے اور دو گھنٹے سو کر یونی آجاتے اور کلاس میں اپنی آنکھیں بمشکل کھولتے پائے جاتے اور ایسے ہی وہ اونگھ رہے تھے کہ شاہ ویز نے دونوں کے ناک کے نتھنوں میں دو عدد پنسلیں اڑس دیں اور تصویر کھینچ کر The Tab Manchester میں بھجوا دیں۔

امرحہ نے وہ تصویر دیکھی تو بے اختیار ہنس دی اور تصویر کو محفوظ کرلیا۔

دوسری طرف عالیان نے خوب جم کر خریداری کی چھٹیوں میں ٹور پر جانے سے پہلے۔

"تم کتنا بدل گئے ہو' کتنی فضول چیزیں اٹھا لائے ہو؟" سائی نے اس کی خریداری دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔۔۔ تاکہ اگلی بار اگر ولید مجھے دیکھے تو اسے یہ نہیں لگنا چاہیے کہ میں بک سکتا ہوں کیونکہ شاید میں نے حسرت زدہ زندگی گزاری ہے۔"

"چیریٹی کے لیے فضول خرچی نہیں کرتے تھے۔ نیکی کرتے تھے' صرف ایک انسان کو دکھانے کے لیے فضول خریداری کر رہے ہو۔ پیسے ضائع کر رہے ہو۔" سائی نے تاسف سے کہا۔

نئی خریدی گئی شرٹس کو اپنے ساتھ لگا لگا کر دیکھتے عالیان کے ہاتھ رک سے گئے۔

"میں بہت برا ہو گیا ہوں۔۔۔ ولید البشر جیسا۔۔۔؟" سنجیدگی سے وہ پوچھ رہا تھا۔

اس کے سوال پر سائی سہم کر اسے دیکھنے لگا۔ "تم کیا کیا سوچنے لگے ہو عالیان۔" اس نے نرمی سے کہا۔

کارل آیا ساری خریداری کو دیکھا' دو شرٹس اٹھائیں' ایک جوڑا جوتے' ایک ہڈ اور اپنے کمرے کی طرف یہ کہتے بھاگ گیا۔ "کرسمس کا گفٹ میں الگ سے لوں گا۔"

"کرسمس۔"

کرسمس کی چھٹیوں سے چند دن پہلے فٹ بال میچ کی دھوم مچی اور کافی زور و شور سے اس سے متعلق خبریں

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سی گئیں۔ فریشر اور عالیان' کارل کی دو ٹیموں کے درمیان میچ تھا آپس میں انہوں نے انعامی رقم بھی طے کی تھی۔

کارل امرحہ کے پاس آیا "ہمارا میچ ہے - ٹیم کا حصہ بننا ہے تمہیں۔"

"مجھے کھیلنا آتا ہے نہ مجھے اس میں دلچسپی ہے۔"

"تمہیں بس صرف بھاگنا ہے۔۔۔ برف پر بھاگ تو لوگی نا۔۔۔ ورنہ گرتی رہنا۔۔۔ گول کرنے کی ضرورت نہیں نہ ہی ڈیفنس کی۔۔۔ تم بہت انجوائے کروگی امرحہ۔۔۔ میرا خیال ہے تمہیں مجھے فوراً "ہاں" کہہ دینی چاہیے۔"

"میرا نہیں خیال۔" وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی دیوار کے ساتھ پشت ٹکا کر کھڑی تھی۔

"دیکھنے آؤ گی؟" وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"نہیں۔" وہ بلاوجہ کتاب کا کونا مروڑنے لگی۔

"تمہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم کبھی دوست رہے ہیں۔"

"یاد ہے سب اور یہ بھی کہ وہ سب کبھی تھا۔"

"میں تمہیں برف میں دبانا چاہتا ہوں۔"

"مجھ میں برف میں دبنے کی اب طاقت نہیں رہی۔۔۔ تم مجھے زمین میں دفنا سکتے ہو۔"

"آخر یونیورسٹی کی ہر لڑکی مجھ سے دور کیوں بھاگتی ہے؟" اس نے اس کی آخری بات کے اثر کو زائل کرنا چاہا۔

"آخر تم ہر لڑکی کو دور کیوں بھگا دیتے ہو؟"

"اتنا اچھا تو ہوں میں۔۔۔" اس نے منہ سے لٹکا لیا پھر ایک دم سے ہنس کر بولا۔

"اب تو آؤ گی نا؟"

امرحہ نے نال میں سر ہلایا "تمہاری آفر کا شکریہ لیکن میری طرف سے معذرت۔"

"تم ایک الجھا سوال لگنے لگی ہو۔۔۔ بالکل عالیان کی طرح۔" چڑ کر کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔

"عالیان!" اس نے اس نام کی سرگوشی ایسے کی جیسے کوئی جرم کر رہی ہو۔ کارل کو جاتے دیکھ کر اس کا دل چاہا کہ اس کے پیچھے جائے' وزنی فائل اس کے سر پر دے مارے اور کہے "ہاں بڑی میں ضرور کھیلوں گی ہم فریشر کو ہرا دیں گے۔" لیکن وہ یہ نہ کر سکی۔

ویرا نے بھی اسے منانا چاہا میچ کے لیے' لیکن اس نے طریقے سے اسے منع کر دیا۔ این گئی تھی اور اپنے موبائل سے اسے میچ دکھا رہی تھی۔ اس میچ کی دھوم مچی تھی۔ وہ برف پر بھاگ رہے تھے' گر رہے تھے' لڑ رہے تھے' ایما بھی فریشر کی ٹیم کا حصہ تھی اور کارل نے اتنی بار اسے برف پر گرایا کہ بے چاری کے منہ سے خون نکلنے لگا اور وہ فرسٹ ہاف سے پہلے ہی میچ چھوڑ کر چلی گئی۔

تینوں گول عالیان نے کیے تھے اور وہ برف پر ایسے بھاگتا رہا جیسے زمین کو روند ڈالنا چاہتا ہو اور فٹ بال کو اس نے ایسے پیروں کے نشانے پر رکھ رکھ کر اچھالا جیسے سنگ باری کر کے کسی کو مار ڈالنا چاہتا ہو۔ عالیان' کارل کی ٹیم جیت گئی۔

اس رات اسے پھر نیند کی گولیاں کھا کر سونا پڑا۔ اسے عالیان' ویرا' کارل کے پرجوش نعرے رات بھر سنائی دیتے رہے۔ وہ اپنے دل کے مقام کو مسلتی رہی۔ نیند کی گولیاں بھی نیند لانے میں ناکام ہو گئیں تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی' اپنے بستر پر اور گہرے گہرے سانس لینے لگی اور میچ کی ریکارڈنگ نکال کر عالیان کو برف پر گرتے' اٹھتے' فٹ بال کی طرف لپکتے دیکھنے لگی۔ اور اس نے یہ بھی جان لیا کہ اسے اب صرف پڑھنے سے ہی سروکار نہیں رہا۔۔۔ ایک عالیان میں کتنے ہی نئے انسان گھس آئے ہیں۔

اور پھر کرسمس کی چھٹیاں شروع ہو گئیں اور سب جانے لگے۔ مانچسٹر راج ہنسوں سے خالی ہونے لگا۔

"ہمارے ساتھ چلو امرحہ!" سائی نے اس کی منت کی۔

"مجھے نہیں جانا' دادا نے منع کیا ہے۔"

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ پھر سچ یہ ہے کہ مجھے نہیں جانا۔" اس نے بے تاثر انداز میں کہا۔ جسے دیکھ کر سائی افسردہ سا ہو کر خاموشی سے چلا گیا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ویرا نے بھی اسے ساتھ چلنے کے لیے کہا کہ ان چھ لوگوں کا گروپ جا رہا ہے وہ بھی چلے 'لیکن اس نے بہت عام سے انداز میں پڑھائی کا بہانہ بنا کر ٹال دیا۔

"پھر تو یہ موقع نہیں ملے گا نا امرحہ 'ایک ساتھ ہونے کا شاید یہ آخری چانس ہے۔" اس نے ویرا کو مسکرا کر دکھا دیا لیکن ساتھ پھر بھی نہیں گئی۔

عالیان 'کارل 'سائی 'ویرا 'شاہ ویز اور ان کا ایک دوسرا مشترکہ دوست مل کر جا رہے تھے لیڈی مہر نے سائی کو بلا کر ہدایات دی تھیں کہ ہر وقت عالیان کے ساتھ ساتھ ہی رہنا ہے۔

اسے ان سب کے جانے کا انتظار تھا۔ اسے ایک اہم کام کرنا تھا جس کا موقعہ پھر کبھی نہیں ملنا تھا اور جب وہ سب چلے گئے تو وہ یونی آگئی۔

☆ ☆ ☆

"برف جدائی کی پیامبر ہے یہ بہار کے درمیان حائل ہے۔

آسمان سے یہی پیامبر نازل ہو رہا ہے۔"

کسی دل گرفتہ پری کی فراق دیدہ انگلیوں سے نکلتے بربط کے ساز کی مانند دھند اپنی دلربائی کے قصے بیان کرنے سے زیادہ فراقیہ قصوں پر رونے پر قائل تھی۔

وہ جیسے ہی یونیورسٹی کی سڑک پر آئی۔ دھند نے درد مینا کی طرح اس سے لپٹ جانا ضروری سمجھا۔

وہ بزنس ڈیپارٹمنٹ نہیں جا سکی تھی 'وہ اس کی بیرونی دیواروں کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ اور ان دیواروں پر اپنے ہاتھ رکھ دیے جن کے پاس 'جن کے ساتھ وہ لگ کر کھڑا ہوا کرتا تھا۔ اس نے ساری دیواریں چھوڑ ڈالیں اور وہ ان درختوں کے پاس آگئی جن کے قریب وہ کھڑے ہوئے تھے۔ اس حصے میں جہاں کبھی وہ بیٹھے تھے۔ ان کونوں میں جہاں بیٹھ کر وہ کتاب پڑھا کرتا تھا اور کافی پیتا تھا۔

وہ نظروں سے ان جگہوں کی نظریں اتار رہی تھی۔ اب اسے ڈر نہیں تھا کہ کوئی اسے دیکھ لے گا اس لیے اس نے اپنے گیلے گال صاف نہیں کیے۔ جب سے اس نے اسے تھپڑ مارا تھا اس نے اسے فاصلہ رکھ کر بھی نہیں دیکھا تھا' اس سے بات نہیں کی تھی۔ ہسپتال میں وہ سر جھکائے بیٹھی رہی تھی۔ یہ سب اس عہد کا حصہ تھا جو اس نے خود سے کیا تھا کہ وہ اسے اور تکلیف نہیں دے گی۔ لیکن اپنے لیے وہ اور تکلیف اکٹھی کرنے یہاں اس کے تصورات سے لپٹنے آگئی تھی۔

سفید مانچسٹر میں خون آلود یادیں اپنی بنیادوں سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور زندگی نے اس کے اشکوں پر ترس کھا کر پیچھے کی طرف اپنی سواری موڑ لی۔

تان سین نے چراغاں کرنے کے لیے دیپک راگ کی چوکڑی جمائی۔

سفید دھند میں جگنو ٹمٹمانے لگے اور آسمانی مرغولوں کو چاک کرتا عالیان اس کی طرف بڑھنے لگا... دائیں سے... بائیں سے... آگے سے... پیچھے سے... ہر طرف سے 'لیکن اب اسے اس سے بھاگنے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ وہ تو چاہتی تھی وہ اس کی طرف آئے اور وہ آ رہا تھا۔

"جو حقیقت میں واقع نہ ہو سکے وہ قرب کی چاہ واقع کروا لیتی ہے۔"

وہ ایڑی کے بل گھوم گئی اور اس نے ہر طرف سے اسے اپنی طرف آنے دیا۔ اسے اس خواب کے سراب ہونے پر کوئی اعتراض نہ ہوا۔

"عالیان۔" اس نے سرگوشی کو جھٹکا اور آواز کو بلند ہو جانے دیا۔

وہ یونی محراب کے پاس تھی۔ اس محراب کے ساتھ وہ کمر ٹکا کر اس کا انتظار کیا کرتا تھا۔ اس نے اس مقام پر اپنے گال رکھ دیے اور دونوں ہاتھوں سے اس جگہ کو تھام لیا۔

بے اختیاری 'بے خودی کی ہم جولی ہے اور یہ دونوں ہم جولیاں "محبت" کی صفوں میں اول ہیں۔

اس کی بے اختیاری نے اس کی خوشبو کو جا لیا اور بے خودی اس خوشبو میں جھومنے لگی۔ ایک بچہ اپنی ماں کو نظم سناتا ہوا فٹ پاتھ سے اس کے پاس سے گزرا

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس نے اپنی حالت میں پھر بھی تبدیلی نہیں کی۔ کچھ وقت ایسا ہی گزر گیا۔

ارواح سے بھرا ہستیوں نے جانا کہ "محبت کی عبادت" کی جارہی ہے۔

پھر وہ اسی کے انداز میں کمر کو ٹکا کر ایک ٹانگ کو ترچھی کرکے کھڑی ہو گئی۔ زندگی کی سواری نے ان سب یادوں کو اس کے پاس اتارنا شروع کر دیا جو مطلق العنان بنی اس کی ذات پر حکمرانی کرنے پر نازاں تھیں۔

"تمہیں بات کرنے کی تمیز سیکھنی چاہیے۔"

"تمہیں تھکن اتارنے کی مشق کرنی چاہیے۔"

وہ اپنی مرضی سے ایک ایک منظر کو بار بار دہراتی رہی۔

"لاہور خالی ہو چکا ہے۔ اس کے پاس سب نہیں رہا۔ تم تو یہاں ہو۔"

"امرحہ! دیکھو میں تمہارا چیلنج قبول کرتا ہوں۔"

وہ قلابازیاں لگا رہا تھا۔ محراب کے ساتھ ٹکی کھڑی امرحہ اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"میں سارا مانچسٹر اکٹھا کرلاؤں گا۔" وہ ہاتھ سینے پر باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

"جاؤ کرلاؤ۔" امرحہ اسے جواب دے رہی تھی۔

"ان کے ہاتھ میں بورڈز ہوں گے۔"

"ضرور ہونے چاہئیں۔" وہ پورے دل سے مسکرائی۔

ساری ڈریگن پریڈ محراب کے سامنے سجی کھڑی تھی اور اس میں وہ مسکراتی ہوئی کھڑی تھی۔

"ایک بورڈ تم بھی تیار رکھنا۔" اس نے اس کے گال چھو کر کہا۔

"وہ تو میں نے کب سے تیار کرلیا۔" کہہ کر وہ پریڈ میں بھاگ گئی اور وہ اس کا نام لیتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگنے لگا اور پیچھے سے اس کا بازو پکڑ کر اسے روک لیا۔

"مجھ سے شادی کرو گی امرحہ؟"

دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ ساری پریڈ ان کے گرد اکٹھی ہونے لگی۔ سارا ہجوم ان دو کے گرد سمٹ آیا۔ چینی ساختہ ڈرموں کی قطاریں سجا دی گئیں اور سرخ لباس پہنے لڑکوں نے ڈرم اسٹک کو ہوا میں بلند کرلیا۔

"ہاں۔" اس نے وہ مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر سجائی جو تاعمر نہیں بجھنے والی تھی شاید، سرخ لباس والوں نے اپنے اٹھے ہاتھوں کو ڈرموں پر بے قابو ہو جانے دیا۔ رنگ پھیل گئے... خوشبو بکھر گئی... چراغ جل اٹھے... دل بج گیا... بہار نکل آئی۔ ایک امرحہ اور ایک عالیان کے گرد ساری پریڈ دائرے میں چکرانے لگی... تو ان کی بہار کا ماخذ وہ تھے... ہاں اس بار ان کی بہار کا ماخذ وہ تھے... مشرق کی سندری اور عرب کا سلطان۔

امرحہ نے ہاتھ پھیلائے اور کچھ برف اس میں اکٹھی کی اور اس مٹتے بنتے ہیولے کی طرف اچھال دی جو وہاں نہیں تھا اور صرف وہاں ہی تو تھا۔

"تم اتنی دیر سے آئے عالیان۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ کھڑا کرلیا اور وہ کھڑا ہو گیا۔

"کیا تم میرا انتظار کر رہی تھیں؟" اس کی ٹھوڑی کو چھو کر اس نے شرارت سے پوچھا۔

"کیا نہ کرتی؟" ہونٹ کا کونا دانت میں دبا کر اس نے کہا۔

"میں ایک برا انسان ہوں میں نے تمہیں انتظار کروایا۔"

"دیکھو عالیان! تمہارا مانچسٹر برف میں ڈوب رہا ہے۔" اس سفید مانچسٹر کی طرف ہاتھ کیا۔

"دیکھوں ذرا... میرے مانچسٹر کو کون دیکھ رہا ہے۔" اس نے دو انگلیوں سے اس کی ناک پکڑلی۔

"مجھے امرحہ کہتے ہیں۔ کون نہیں۔" اپنی ناک چھڑوا کر اس نے اس کی ناک موڑ کر کہا۔

"کیا میں تمہارے لیے برف اکٹھی کردوں امرحہ؟" اس نے اس کے منہ کے سامنے آکر پوچھا۔ ان دونوں کی آنکھوں نے طویل سفر طے کیا جس کے کبھی نہ ختم ہونے کی دعائیں کی جاتی ہیں۔

"برف کیوں؟"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ناک، تم اس سے اپنی پسند کا گھر بنالو۔ بلکہ آؤ چلو یہاں بیٹھ کر گھر بناتے ہیں۔" اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے برف کے ڈھیر کے پاس لے جانے لگا۔

"نہیں عالیان، تم یہاں میرے پاس کھڑے رہو، کہیں مت جاؤ، وعدہ کرو۔ کہیں نہیں جاؤ گے۔۔۔؟" اس کی آواز میں سارا ایچا کھچا درد سمٹ آیا۔

دونوں ایک ساتھ جڑے محراب میں دبکے تھے۔

ان کے سر ایک دوسرے سے مس ہو رہے تھے اور دائیں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اپنی لکیروں سمیت ایک دوسرے میں مدغم ہوئی تھیں۔

"نہیں جاؤں گا۔" اس نے اس کے گال پر پھونک ماری۔۔۔ اور۔۔۔

عرب کی ریت نے اڑ کر آمنہ کی پیشانی کا بوسہ لیا ۔۔۔ سیاہ پٹنے میں لپیٹے، آنسوؤں سے بھیگے چہرے کو اس نے زمین پر سجدے کے لیے تیار کیا۔ وہ محمد بخش کے لیے خدا سے اس کی ساری رحمتیں مانگنے والی تھی ۔۔۔ اور پھر وہ خود کو خدا کے حوالے کر دینے والی تھی ۔۔۔ آمنہ ایک درویش صفت عورت ۔۔۔ اس مرد سے دستبردار ہونے جا رہی تھی جس سے وہ وابستہ ہوئی تھی۔

اس نے آنکھیں بند کیں اور ان آنکھوں کے پردوں پر محمد بخش کو پایا اس نے آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔۔۔ عالیان نے امرحہ کی۔۔۔ "اگر میں برف ہوتی تو تمہارے قدموں پر گرتی۔"

"تم برف ہوتیں تو میں بھی برف ہوتا۔۔۔ مجھے وہی ہونا ہے جو تمہیں ہونا ہے امرحہ۔" اس نے دونوں ہتھیلیاں اس کے گالوں پر رکھ کر کہا۔

وہ ہنسنے لگی۔۔۔ "یارم۔۔۔ یارم۔" وہ گنگنانے لگی۔

"مجھ پر جو راز کھولا گیا ہے وہ تم ہو امرحہ۔" ناک پھر اس کے ہاتھ میں تھی۔

"کیسا راز؟"

"یہی کہ زندگی کیا ہے۔۔۔ زندگی امرحہ ہے۔"

وہ ہنسنے لگی اور اس نے اپنا سر دیوار کے ساتھ جڑ دیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔۔ اور۔۔۔

پھر۔۔۔ پھر اسے آنکھیں کھول دینی پڑیں اور ان کی نمی کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرنا پڑا۔ وہاں کھڑے کھڑے اسے کئی پہر بیت چکے تھے پھر بھی وہ وہاں تاعمر کھڑی رہنے پر بضد تھی۔

اور یادوں کے ریوڑ پر ہنٹر مارے گئے اور وہ لاپتہ ہونے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے ۔۔۔ زندگی اپنی سواریاں لیے آگے دوڑ گئی۔

دادا نے اس کی منت کی کہ وہ بھی کہیں گھومنے کے لیے چلی جائے، اور خود کو مانچسٹر کے طلسم سے دور لے جانے کی ایک کوشش اس نے بھی کر دیکھی اور سامان باندھ کر این کے پیچھے فرانس چلی گئی۔ اس کے ساتھ گھومنے کی کوشش میں مصروف رہی اور نئے سال کے آغاز پر ایفل ٹاور سے جنم لیتے جشن کو غیر دلچسپی سے دیکھتی رہی۔

اسے وہاں موجود مجمع کے وہاں موجود ہونے کی قطعاً" سمجھ میں نہیں آئی اور نہ ہی اس بات کی کہ وہاں اتنا شور ہنگامہ کیوں تھا اور ساری دنیا کی آتش بازی جو ایفل کے جسم سے پھوٹ رہی تھی وہ کسے اور کیوں اچھی لگ رہی ہے ۔۔۔ ایک دوسرے کو کندھوں پر اٹھائے وہ کیوں ناچ رہے ہیں۔۔۔ وہاں کیا تھا جو اتنا اچھا تھا کہ وہ سب اپنی نظریں ہٹانے کے لیے تیار تھے نہ مسکراہٹ کے لیے۔

امرحہ نے بے بسی سے اپنی ہتھیلیاں مسلیں "یہ سب اتنے خوش کیوں ہیں؟"

مبہوت کر دینے کو کوئی منظر تیار نہ ہوا۔۔۔ دیوانہ بنا ڈالنے پر کوئی عالم قادر نہ رہا۔۔۔ بے مثال عجائبات اپنی "مثال" کھونے لگے۔۔۔ فراق یار نے سب ماند کر ڈالا تھا ۔۔۔

عالیان نے میڈرڈ کے آسمان پر بنتے مٹتے آتشی رنگوں کے جلوؤں پر نظریں گاڑنی چاہیں اور وہ ایسا کرنے میں ناکام رہا۔ اس پر تھکن سی سوار ہو گئی جبکہ ابھی تو رات شروع ہوئی تھی۔ اس کے آگے کھڑے کارل، ویرا اور سائی اچھل کود کر رہے تھے اور وہ بے بسی سے کھنڈر کھنڈر سا ادھر ادھر کچھ تلاش کر رہا تھا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سب سے نظریں بچا کر اس نے کہیں دور نکل جانا چاہا۔

"کہاں جا رہے، ہو عالیان؟" ویرا نے پوچھا۔

"میں کچھ کھانے کے لیے لینے جا رہا ہوں۔۔۔ بس ابھی آیا۔" اس نے جھوٹ بولا اور تیزی سے ہجوم میں خود کو گم کر لیا کہ ویرا اسے لپک کر آنہ لے۔ وہ چلتا رہا چلتا رہا اور میڈرڈ کے ایک گم نام سے چھوٹے سے کیفے میں بیٹھ گیا۔

وہ کافی کی کتنی پیالیاں پی چکا تھا وہ گنتی بھول چکا تھا اس نے اپنا سر لکڑی کی میز پر رکھا تھا اور نظریں گلی میں ساز بجاتے اس نوجوان پر ٹکا دی تھیں، جس کے سامنے کئی بچے اور بوڑھے ناچ رہے تھے۔

"اتنے بھدے ساز اور آواز پر یہ سب کیسے ناچ سکتے ہیں اور آخر وہ کیا وجہ ہے جو انہیں ایسے ناچنے پر مجبور کر رہی ہے۔" وہ سوچنے لگا۔

ساز کا تار ٹوٹا اور اسے ایک تھپڑ کی گونج سنائی دی۔

"بہت محبت کرتی ہوں میں تم سے۔۔۔"

اچھا تو ساز اس لیے رکا۔۔۔ اور تار یوں ٹوٹا۔

اس نے میز پر پڑے اپنے سر کا رخ بدل لیا اور اس بار اس کی نظر ایک ٹوٹے ہوئے لیمپ پوسٹ پر جا ٹھہری۔۔۔ جو کبھی روشن ہوتا ہو گا۔

✡ ✡ ✡

ویرا کو جب اس کے فرانس جانے کا معلوم ہوا تو وہ بہت خفا ہوئی۔

"تم میرے ساتھ کیوں نہیں گئیں؟" وہ بہت سخت ناراض تھی۔

"تم نے فرانس نہیں جانا تھا اور مجھے فرانس دیکھنا تھا۔" وہ اپنے کپڑے الماری میں رکھ رہی تھی۔

"تم کہتیں تو ہم فرانس چلے جاتے، تم نے تو کہا کہ تمہیں جانا ہی نہیں ہے۔"

"تم تین چار بار فرانس جا چکی ہو، میرے ساتھ پھر سے جاتیں تو تمہارا ٹور خراب ہو جاتا۔"

"تمہارے ساتھ ہوتی تو اس بار فرانس دیکھنے کا مزا آ جاتا۔" ویرا نے منہ پھلا لیا۔

سائی اس سے اتنا ناراض ہو گیا کہ خفگی کی زیادتی سے اس سے بات ہی نہیں کی۔

"امتحانات شروع ہو گئے۔"

امتحانات کی تیاری کے لیے وہ علی لرننگ نہیں گئی۔ اس نے گھر میں ہی تیاری کر لی اور دل لگا کر پڑھنے کی کوشش کی تاکہ اس کا رزلٹ اچھا رہے۔ سب کتابوں میں گم ہو گئے، کارل تک صرف لائبریری میں پایا جاتا البتہ ایما کو علی لرننگ میں زوردار کرنٹ کا جھٹکا دے کر اسے فلور پر لڑکھڑا کر اس نے اس کے دائیں ہاتھ میں فریکچر کروا دیا، پر کوئی ایک بھی زندہ یا مردہ ثبوت نہ چھوڑا جو یہ ثابت کر سکتا کہ یہ سب اس نے کیا ہے۔ ایما نے انگوٹھی اس کے منہ پر دے ماری تھی۔ وہ اسے ہی اٹھا کر کہیں دے مارنا چاہتا تھا۔

عالیان کبھی کبھی علی لرننگ کے ہال میں ایسے ہی گشت کرتا پایا جاتا تو کارل اسے گھسیٹ کر اسٹڈی روم میں لے جاتا یا کبھی دور سے ہی چلاتا۔

"تمہارا دماغی توازن ٹھیک ہو جائے تو اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ جانا۔" امتحانات ہو گئے۔۔۔ رزلٹ بھی آ گیا۔

"چوتھا اور آخری سمسٹر شروع ہو گیا۔"

وقت نے اپنی طنابیں ڈھیلی چھوڑ دیں اور وہ خلاف توقع سست روی سے گزرنے لگا۔ زندگی ایسی اداکارہ بن گئی جو میک اپ اتارے اگلا سوانگ رچانے سے پہلے پرسکون بیٹھے رہنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔ اس کے ہاتھ گود میں ہوں اور وہ بے بڑی بے دردی اور بے حسی سے اپنا ڈھلا چہرہ آئینے میں دیکھ رہی ہو۔

شٹل کاک میں لیڈی مہر کے ایک ساتھ چار بچے آ گئے تھے۔ ڈینس اور مارک دو دن رہ کر چلے گئے جبکہ شارلٹ اور مور گن رہ گئیں۔

"جورڈن آیا ہے؟" ایمن نے شارلٹ سے ملتے ہی پوچھا۔

"نہیں۔" شارلٹ پوری جان سے قہقہہ لگا کر ہنسی۔

ویرا کو عالیان کی فیوچر وائف کی حیثیت سے لیڈی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مہر نے ان سے ملوایا۔ ہفتے کے دن شارلٹ اور مور گن عالیان کو ساتھ لے کر اپنی اپنی سائیکلوں پر مانچسٹر کی سڑکوں پر گھومتے رہے تھے اور ان دونوں نے عالیان کی جیب میں ایک پونڈ نہیں رہنے دیا۔ ان تینوں کی آپس میں اچھی دوستی تھی اور وہ رابطے میں رہتے تھے۔

"تم مانچسٹر میں شادی کرو گے یا روس میں؟" ریسٹورنٹ میں ڈنر کرتے شارلٹ نے آنکھ مار کر پوچھا۔

"مجھے ہمیشہ یہ شک کیوں رہا کہ ماما کے گھر میں ہی تمہاری دلہن موجود ہے۔" مور گن بولی۔

"تم کچھ نیا تو کرتے عالیان؟" شارلٹ کے دانت ہی اندر نہیں ہو رہے تھے۔

"نیا کیا؟"

"یہی کہ تم کودتے پھاندتے۔ چھلانگیں لگاتے ' ولن کے کارندوں کی فوج کو جل دیتے بڑے سے فانوس پر جھول جاتے، اور فانوس سے لہرا کر عین اپنی ہیروئن کے سامنے جا کھڑے ہوتے اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھگا لے جاتے۔ بس اس کی لمبی سفید پوشاک جو اسے ٹھیک سے بھاگنے نہ دے رہی ہوتی تو تم اسے اٹھا لیتے۔"

"تم اتنی فلمیں دیکھنے لگی ہو شارلٹ؟" عالیان نے تاسف سے کہا۔

"تمہیں کیا پتا عالیان کہ ہر لڑکی کے دل میں ایک ایسے ہیرو کی کتنی خواہش ہوتی ہے جو ہر خطرے کو پھلانگتا اسے اڑا لے جائے۔۔۔ اور دنیا بس دیکھتی رہ جائے۔"

"تو تم خوش قسمت ہو کہ تمہیں ایک ہیرو مل گیا۔" عالیان ہنس دیا۔

"ہیرو پر فلم کا۔۔۔ میرا تو وہ صرف شوہر ہے۔۔۔ ایک گھونسا تک تو یہ کسی غنڈے کو مارنا نہیں چاہتا۔" کہہ کر شارلٹ اٹھی اور اجازت لے کر ہال کے مائیک کے سامنے کھڑی ہو گئی اور عالیان مور گن کو مسکرا کر دیکھا یعنی میں شروع ہونے جا رہی ہوں۔

اس نے مائیک پر کچھ ابتدائی کلمات کہے اور ہال میں بیٹھے ڈنر کرنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔۔۔ اور پھر وہ شروع ہو گئی۔۔۔ عالیان ویرا کی فرضی داستان عشق سنانے۔۔۔

"ایک دن ایک لڑکی اپنی ہی دھن میں گنگناتی ہوئی سائیکل چلاتی جا رہی تھی کہ ایک بھلکڑ سے لڑکے کی سائیکل کے ساتھ اس کی ٹکر ہو گئی۔۔۔ لڑکی ویرا اور لڑکا عالیان۔"

شارلٹ نے ہاتھ اس کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا۔ سب گردنیں عالیان کی طرف مڑ گئیں۔ عالیان کو مسکرانا پڑا۔

"یہ ان دونوں کی پہلی ملاقات تھی۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ دونوں کی سائیکلوں کی پہلی ٹکر تھی۔ ایک رات ویرا اپنے گھر جا رہی تھی کہ کچھ غنڈے اس کے پیچھے آئے اور انہوں نے اسے دبوچ لیا اور ٹھیک اسی دوران عالیان آیا' جیسا کہ فلموں میں ہوتا ہے۔ کہ ہیرو ٹھیک اسی سڑک اسی گلی سے۔ گزر رہا ہوتا ہے جہاں ہیروئن مصیبت میں گھری ہوئی ہے اور ہیروئن وہ ننھی منی سی بچی سی بن جاتی ہے جو ایک تھپڑ یا گھونسا کسی غنڈے کو نہیں مار سکتی اور عام حالات میں وہ انسانوں کو اٹھا اٹھا کر پٹخا کرتی ہے یعنی وہ جانتی ہے کہ اسے ہیرو کے ہوتے اپنی بہادری نہیں دکھانی ہے۔" آخری جملہ شارلٹ نے سرگوشی صورت ادا کیا' ہونٹوں کے کنارے پر ہاتھ رکھ کر اور ہال میں ہنسی گونج گئی۔

عالیان نے اپنا سر جھکا لیا اور ایک ہاتھ سے آنکھوں پر چھجا بنا لیا "یہ کیا کر رہی ہے شارلٹ۔"

"ماما کا اس کے بارے میں خیال بالکل ٹھیک ہے' جورڈن کی جگہ اسے فلموں میں کام کرنا چاہیے دوسری مسٹر بین آرام سے بن جائے گی۔"

مور گن کے انداز اور الفاظ پر عالیان بلند قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"خدا کے لیے ایسے ہی قہقہے لگاتے رہنا پتا نہیں کیا ہو گیا ہے تمہیں۔" مور گن نے محبت سے اس کی ٹھوڑی کو چھو کر کہا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"عالیان نے ویرا کو اٹھایا' اس کی ناک اور پیشانی سے نکلتے خون کو صاف کیا اور اسے گھر تک چھوڑنے اس کے ساتھ گیا۔ جبکہ وہ اسے ٹیکسی بھی کروا کر دے سکتا تھا۔" شارلٹ نے آخری بات پھر سرگوشی صورت کہی۔

"کہانی یہاں سے شروع ہوتی ہے لیکن میں آپ کو کچھ ہائی لائٹس سنا دوں تاکہ آپ کا تجسس برقرار رہے۔ ویرا کو ایک اور لڑکا بھی پسند کرتا ہے' جو اپنے کالج کا باکسر ہے۔۔۔ جی ہاں باکسر۔۔۔ اور عالیان کو ایک امیر باپ کی بیٹی پسند کرتی ہے جو کرائے کے غنڈوں کے ذریعے لوگوں کا حلیہ بگاڑ دینے کو برا نہیں سمجھتی۔۔۔"

"تمہیں یاد ہے میری شادی کی پارٹی میں تم نے گانا گایا تھا اور کسی راک اسٹار کی طرح گٹار بجاتے رہے تھے۔ جوش نے میرے کان میں کہا تھا "عالیان پارٹی میں موجود کسی اور کے لیے یہ پرفارمنس دے رہا ہے، ہمارے لیے نہیں۔"

"لیکن میری شادی میں تو ویرا تھی ہی نہیں۔" مورگن نے گلاس کو منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"باکسر کو معلوم ہو چکا ہے عالیان کے بارے میں اور وہ اپنے دوستوں کو لے کر یونیورسٹی سے گھر آتے عالیان پر حملہ بول دیتا ہے۔۔۔ اور یہاں ایک بھرپور ایکشن سین ہوتا ہے۔"

شارلٹ ساتھ اداکاری کر کے بھی دکھا رہی تھی۔

"اور شارلٹ کی شادی میں ویرا موجود تھی اور میری فرمائش پر بھی تم نے گانا نہیں گایا تھا۔۔۔ سنو عالیان! کیا تم نے وہ چند فلمیں دیکھی ہیں جن میں عین شادی کے وقت دلہن کئی سو مہمانوں کی موجودگی میں اپنی لمبی سفید فراک سنبھالتی بھاگ جاتی ہے؟"

"ہاں۔۔۔ ایک تو اسپائڈرمین ہی ہے نا۔" اس نے شارلٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سنو ہمارے اسپائڈرمین۔۔۔ مجھے لگتا ہے اس بار دولہا بھاگے گا۔"

"کون۔۔۔؟"

"تم۔۔۔" مورگن نے پورے وثوق سے کہا۔

وہ گردن موڑ کر شارلٹ کو دیکھنے لگا جس کی کہانی اختتامی مراحل میں داخل ہو چکی تھی اور وہ ویرا کو امیر زادی کے غنڈوں سے پٹوا کر ہسپتال میں "کوما" تک لے آئی تھی۔

اس کا انداز ایسا ہو گیا تھا کہ کھاتے کھاتے سب اسے بہت انہماک سے سن رہے تھے۔ چند ایک نے تو کھانا کھانا ہی چھوڑ دیا تھا "ویرا کومے میں تھی نا۔"

شارلٹ کے تو بائیں ہاتھ کا کام تھا بیٹھے بیٹھے کہانی بُن لینا۔ ماما مہر کو تو وہ ہنسا ہنسا کر دوہرا کر دیا کرتی تھی۔ جھٹ پٹ کہانی بنا کر سنا دیا کرتی تھی انہیں' عالیان کو نہیں معلوم تھا لیکن اس نے عالیان اور امرحہ کی فرضی محبت کی کہانی بھی انہیں سنائی تھی جس میں وہ امرحہ کو پاکستان لے گئی تھی اور عالیان کو اسے تلاش کرنے کے پیچھے لگا دیا تھا۔ لیکن کیا سب اس نے مزاحیہ انداز میں تھا۔

ڈنر کے بعد وہ انہیں گھر تک چھوڑنے آیا اور ہال تک واپس آتے آتے اس کی ہمت جواب دے گئی۔

"مجھے لگتا ہے اس بار دولہا بھاگے گا۔"

ٹھنڈ میں اس کی پیشانی پر پسینہ آگیا۔ دوسروں کے سامنے نارمل بنے رہنا آسان نہیں ہوتا' رات کے اندھیرے میں وہ ایک سنسان سڑک پر سائیکل کو گول دائرے میں چلانے لگا چلاتا رہا۔ چلاتا ہی رہا۔

ولید البشر کے ساتھ باقاعدہ قانونی جنگ شروع ہو چکی تھی۔۔۔ ماما مہر کا وکیل کیس ہینڈل کر رہا تھا اس پر اور اس کے آدمیوں پر ہراساں کرنے کا دعوا کیا گیا تھا کیونکہ اتنا سب ہو جانے پر بھی ولید البشر باز آنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا۔

ٹھنڈی رات اس کی گرم سوچوں کی گواہ بنی۔

کیا اس کی سائیکل دائرے میں اس لیے چکرا رہی ہے۔ کہ ولید البشر اس کا پیچھا چھوڑنے کے لیے تیار نہیں یا اس لیے کہ ابھی کچھ دیر پہلے ڈنر ہال میں شارلٹ نے اس کی اور ویرا کی محبت بھری کہانی سنائی۔۔۔ یا اس لیے کہ اس کہانی میں کرداروں کے نام بدل گئے۔۔۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

سڑک پر لاتعداد گول دائرے بن گئے ہیں، ہر دائرہ اس سوچ کے گرد چکرا رہا ہے کہ کہانی میں ایک کردار کی جگہ جب دوسرا کردار لینے لگے تو پرانا کردار اپنی موت آپ مرجاتا ہے۔

"موت!"

کہانیوں میں ہو یا حقیقت میں اسے خوش آمدید نہیں کہا جا سکتا۔

"موت۔"

سایہ بن کر آئے یا سایہ بنا کر ساتھ لے جائے اس کی نحوست کم نہیں ہوتی۔

☼ ☼ ☼

"باہر جتنے بھی شور ہنگامے، میلے، سجا لیے جائیں عالم وجد میں جھومتے دل میں تخلیے نہیں ہوتے۔"

مھوک (ذیلی قسم کا پرندہ) اس کے ذہن سے آزاد کروالیا گیا۔ امرحہ کے لیے پرانی امرحہ کو آواز دے کر بلا لینا بھی مشکل ہو گیا اور یہ بھی آسان نہیں رہا تھا کہ امرحہ دادا کے ساتھ پرانی امرحہ بن کر باتیں کرتی رہتی۔ دادا اس کے لیے پہلے جیسے ہی ہو گئے تھے، وہ دادا کے لیے پہلے جیسی نہیں رہی تھی۔ باتیں کرتے دادا کو اب درمیان میں کئی بار پوچھنا پڑتا۔

"سن رہی ہو امرحہ؟"

وہ سرہلا دیتی۔

"واجد سارا گھر انٹیریر کروا رہا ہے۔۔۔ خاص کر تمہارے لیے حماد کا بڑا کمرہ خالی کروایا ہے۔ ڈیزائنر سے کہہ رہا تھا کہ میری بیٹی نے مانچسٹر سے آنا ہے اس کے مزاج کے مطابق کمرہ ڈیکوریٹ کرنا ہے، بہت پڑھی لکھی ہو گئی ہے اب وہ۔۔۔ جب تم واپس آؤ گی تو تمہیں سب بدلا ہوا ملے گا۔ سب بہت خوب صورت ہو گیا ہے۔ ہاں۔۔۔ بہت سے پھول لگوائے ہیں تمہارے لیے لان میں۔۔۔ واجد کہہ رہا تھا تمہیں ایک کار بھی لے دے گا۔۔۔ اور ہاں میں تمہیں پارک لے جایا کروں گا تم وہاں سائیکل چلانا۔۔۔ خاندان والوں سے، تو سمجھو، واجد نے رابطہ ہی ختم کر دیا ہے، بہت کم آنا جانا کر رہا ہے خاندان میں۔۔۔ ویسے بھی اب تو تم خود بہت سمجھ دار ہو گئی ہو۔۔۔ خود کو بدل لیا ہے اب معاشرے کو بدلنا۔ سن رہی ہو امرحہ۔۔۔؟"

"جی دادا۔۔۔!" اس نے سنا نہ ہوتا پر وہ کہہ دیتی اور گہرا سانس بھرتی۔

"اچھا بتاؤ۔ ابھی میں نے کیا کہا۔۔۔؟"

"آپ نے؟" وہ یاد کرتی۔۔۔ "آپ نے کہا حماد نے ایک ہیوی بائیک لے لی ہے، اور جب وہ چلاتا ہے تو آپ کو بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔"

"امرحہ! یہ تو میں نے ایک گھنٹہ پہلے کہا تھا۔ یعنی اس کے بعد کی باتیں تم نے سنی ہی نہیں۔۔۔؟"

"سنی ہیں دادا۔۔۔!" وہ جھوٹ پر اصرار کرتی۔

دادا خاموشی سے اسے کچھ دیر دیکھتے اور پھر سے شروع ہو جاتے اپنی باتیں دہرانے۔ سائی کو بھی اس کے سامنے اپنی باتیں دہرانی پڑتیں۔

"میں تمہیں کل فون کر رہا تھا۔ تم نے بات کیوں نہیں کی؟"

"میں مصروف تھی سائی۔" وہ کینٹین میں بیٹھی تھی اور سائی اسے ڈھونڈتا وہاں آیا تھا۔

"جب مصروفیت ختم ہو گئی تھی تب فون کر لیتیں مجھے۔"

"تب بھول گئی تھی۔" اس نے جھوٹ بولا وہ سائی سے بات کرنا نہیں چاہتی تھی، وہ اسے کئی بار انکار کر چکی تھی لیکن وہ بار بار اصرار کر رہا تھا۔

"میں نے تمہارے لیے بھی آن لائن ٹکٹ بک کروادی ہے۔"

"سائی! میں کہہ چکی ہوں مجھے نہیں جانا۔" اسے غصہ سا آ گیا۔

"ساری یونی جا رہی ہے۔ تم کیوں نہیں؟"

"بس نہیں۔۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں فٹ بال میچ دیکھنے کا۔"

"میچ نہ دیکھنا ہمارے ساتھ بیٹھ جانا۔"

"سائی۔۔۔ نہیں تو نہیں۔۔۔"

"امرحہ! میری دوستی میں کیا کمی رہ گئی جو تم ٹھیک

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہونے کے لیے تیار ہی نہیں۔۔۔ تمہارے لیے دنیا میں صرف ایک ہی انسان اہم ہے۔۔۔ باقی سب کی اہمیت صفر؟" سائی نے افسوس کا کھلا اظہار کیا۔

"میرے لیے تم بھی بہت اہم ہو سائی۔۔۔"

"تم ان کے ساتھ فرانس چلی گئیں' لیکن تم نے مجھے انکار کر دیا۔۔۔ اب تم خود کو ایسے محدود کر لو گی اور اب تم ہر انسان کو اپنا دشمن سمجھو گی؟ تم نے ایک چیک دائم کو ہی دے دیا ہے۔۔۔ اب تو تم تھوڑی بہت تفریح کر سکتی ہو نا۔۔۔ تم میرے گروپ کے ساتھ چلو۔۔۔"

"سائی! تم مجھے بے جا مجبور کر رہے ہو جبکہ میرا بالکل دل نہیں چاہ رہا۔"

"چلو مجبوری ہی سہی' ہر انسان مرا جا رہا ہے برازیل جانے کے لیے۔۔۔ سارا مانچسٹر خالی ہو جائے گا۔۔۔ انگلینڈ اور برازیل آمنے سامنے ہوں گے۔۔۔ تم دیکھنا اسٹیڈیم میں کیسا ماحول ہو گا' تمہیں اتنا مزا آئے گا کہ حیران رہ جاؤ گی۔۔۔"

"سائی! تم سب جا رہے ہو۔۔۔ تو اس خالی مانچسٹر کی حفاظت کے لیے مجھے یہیں چھوڑ دو۔"

"تم میری حفاظت کے لیے میرے ساتھ چلو۔۔۔ تمہیں بہت زیادہ مزا آئے گا۔۔۔"

"مجھے اب کہیں مزا نہیں آتا سائی۔۔۔"

"بہت بار کی طرح تم مجھے پھر انکار کر رہی ہو۔"

امرحہ اس کی طرف دیکھتی رہ گئی۔ اس زمینی فرشتے کی طرف جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہا تھا۔۔۔ جس نے اسے اکیلا نہیں ہونے دیا تھا۔ جو رحمت تھا اس کے لیے۔ جو بہت مہربان رہتا تھا اس پر۔۔۔

"مہربان!"

کارل نے فریشرز پر صرف اتنی مہربانی کی کہ انہیں ترکیب سے بھڑکا کر' ان سے شرط لگا لگا کر' انہیں مختلف کھیلوں' کرتبوں میں ہرا کر فٹ بال میچ کی ٹکٹ کے لیے بہت سے زیادہ پیسے اکٹھے کر لیے۔ عالیان جانا نہیں چاہتا تھا' اور کارل اسے لے جائے بغیر چھوڑ نہیں رہا تھا۔

"مجھے پتا ہے ٹرافی انگلینڈ کی ہے۔۔۔ کوئی فائدہ نہیں وہاں جانے کا۔۔۔"

"اچھا تو تم نے کرسٹل بال میں پہلے سے ہی سارا میچ دیکھ لیا۔۔۔ اب بڑی یہ بھی بتا دے کہ کس کس کھلاڑی کو کس کس کھلاڑی سے پیٹ میں' منہ پہ' کمر پر لاتیں اور گھونسے پڑیں گے۔۔۔؟"

"ہی ہی۔۔۔" عالیان نے دانت نکالے۔

"جوانی میں تم بنا دانتوں کے کچھ اچھے نہیں لگو گے۔۔۔ ٹرافی ہماری ہے اور اسے لینے ہم برازیلا Brasila جا رہے ہیں بس۔۔۔" کارل نے دانت نکالے بغیر کہا۔

"برازیلا چلو گی امرحہ؟" کارل امرحہ کے پاس بھی آیا اسے منانے۔

"میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔" امرحہ نے بہانہ بنایا۔

"میرے پاس ہیں۔۔۔" وہ مسکرایا۔

جس کی وجہ سے اس نے لائبریری کی کتابوں پر بھاری فائن بھرا تھا۔ وہ اپنے پیسوں پر اسے برازیلا لے کر جا رہا تھا۔۔۔ امرحہ نے بہت نرمی سے اسے دیکھا۔

"شکریہ کارل۔۔۔ تم بہت اچھے ہو۔"

"میں برا بھی بن جاؤں گا اگر تم برازیلا نہیں آئیں۔"

وہ مسکرا دی اور ایک چاکلیٹ بیگ میں سے نکال کر اس کے آگے کی جو اس نے پکڑ لی۔

"تم ایک خوش قسمت انسان ہو۔۔۔ کیونکہ تم کارل ہو۔" کہہ کر وہ لائبریری سے نکل آئی۔

عالیان' کارل' ویرا اور شاہ ویز جمعے کی رات کو ہی برازیل چلے گئے۔ سائی نے ٹھیک کہا تھا ساری یونیورسٹی ہی برازیل لینڈ کر رہی تھی۔

اس نے دادا سے میچ کا ذکر بھی نہیں کیا تھا لیکن سادھنا نے بتا دیا۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو کہ تمہیں میچ سے دلچسپی نہیں۔۔۔ تمہیں تو ویوز کا حصہ بننا تھا نا۔۔۔ یا تم مجھے معاف کرنے کے لیے تیار ہی نہیں امرحہ؟" دادا اسے عالیان نہیں دے سکے تھے۔ وہ اب اسے سب دے

Copied From W
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

رہے تھے۔

"ایسی بات نہیں، میرا دل نہیں چاہ رہا۔" اس کی آنکھیں نم ہو گئیں، جو مشکل سے ہی خشک رہتی تھیں اب۔

"تمہارا آخری سمسٹر ہے، پھر تم واپس آجاؤ گی، جاؤ گھوم آؤ۔" دادا نے ویرا کا نام نہیں لیا تھا۔ انہیں لگتا تھا کہ اسے ویرا کے نام سے تکلیف ہوتی ہوگی، جبکہ ایسا نہیں تھا۔ ویرا کی دوستی اور محبت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی، بس اس نے اپنے گرد دائرہ کھینچ لیا تھا۔ ویرا نے تو اسے ساتھ لے جانے کے لیے باقاعدہ منت کی تھی۔

"تم اتنا کیوں بدل گئی ہو امرحہ؟ کیا ہو گیا ہے تمہیں... چلو ہمارے ساتھ..."

"میں کب بدلی ہوں ویرا؟"

"تم کتنی شدت سے مجھے انکار کر رہی ہو، ہر بار کر دیتی ہو... تم آئس کیوں بن گئی ہو۔ ایسا لگتا ہے تمہارے بھیس میں کوئی اجنبی ہمارے درمیان گھس آیا ہے۔ اب تم عالیان کی بات بھی نہیں کرتیں، اسے تنگ کرنے بھی نہیں جاتیں اور بھی بہت کچھ ہے، جو میں محسوس کرتی ہوں، لیکن میری عقل اسے تسلیم نہیں کرتی، مجھے وہم لگتا ہے سب..."

"سب تمہارے وہم ہی ہیں ویرا... میری پڑھائی بہت ٹف ہو گئی ہے، میرا زیادہ وقت اسائنمنٹ بنانے میں گزرتا ہے۔"

ویرا خاموشی سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ "روس تو چلو گی نا؟"

"ہاں..." اس نے اسے ٹالنے کے لیے کہہ دیا۔

"جلدی نہیں آنے دوں گی وہاں سے۔" اس نے بھی انگلی اٹھا کر ہی دھمکایا۔

اور دونوں قہقہہ لگا کر ہنسنے لگیں... ویرا نے اس کے دونوں گال پکڑ کر موڑے۔

"امرحہ دی لاسٹ ڈک۔" اپنا سر بھی دائیں بائیں ہلایا۔

"ویرا دی جعجز بیل۔" امرحہ نے دونوں ہاتھوں سے اس کے بال مٹھیوں میں بھر کر کھینچے۔

☆ ☆ ☆

گزر چکا وقت ریت پر نقش ہے اور وہ پھونکوں سے اس نقش کو مٹا رہا ہے۔

ماضی مٹ چکا ہے۔

اس نے قدم رکھا۔

گھنٹیوں نے فانوسی راگ، تخلیق کیا اور پھر بجا دیا۔

اس نے خود کو دھند میں گھرے، ہوئے پایا۔

ہوا کی گرہ پر ان گنت فانوسی ذرے مبتلائے رقص ہوئے۔ وہ کس طرف جائے اس کا فیصلہ اس نے اس کی خوشبو سے کیا اور وہ دھند کے لبادوں کو نرمی سے ہٹاتے اس کی خوشبو کی اور بڑھنے لگا۔

اب گھنٹیاں مہورز (عاشق) کے حکم کی بجا آوری کرتیں۔ "محرم" کے کانوں میں سرگوشیاں کرنے کو لپکیں۔

اس کی چال میں تیزی تھی، پھر بھی فاصلہ سمٹ نہیں رہا تھا۔ البتہ خوشبو قریب آتی جا رہی تھی۔ دور اسے موٹے تنے کا پھیلا ہوا درخت نظر آیا اور دھند کے سنگ پریم پریت کا سرگم بنتے گھنٹیوں کی آوازیں اللہ رکھا رحمان کی دھنیں بنیں، دل کو آلینے کو ہوئیں... اور دل پر قابض ہو کر مؤدب ہو گئیں۔

"احترام واجب ہے۔"

"دستانِ عشق ہے۔"

ہلکی ہوا اس کے بال اڑا رہی تھی۔ گھنٹیاں سرخ پیغامات کے ساتھ بندھی شاخوں سے ٹنگی جھول رہی تھیں۔ ایک ہاتھ ایک شاخ کے ساتھ ایک پیغام باندھ رہا تھا۔

"وہ امرحہ تھی۔"

"امرحہ... کیا کر رہی ہو؟"

آواز جادو کی طرح چھومنتر ہوئی۔

وہ خوشی سے پلٹی۔ "تم آ گئے عالیان؟"

"ابونواس..." کی روح میں سرایت ہو کر ساکت کر دینے والی شاعری رحمان کے سروں سے ہم کلام

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہو کر "سماں یار" میں ڈھل گئی۔

"یہ سب کیا ہے؟" وہ اس سے زیادہ خوش ہوا۔

"تمہاری کہانی، تم نے یہ پیغامات مجھ سے نہیں لیے تو میں نے یہاں باندھ دیے۔" وہ چل کر ایک پیغام کے پاس گیا اور اسے پڑھنے لگا۔

"میں اپنی ابتدا پر تمہارا نام لکھتی ہوں اور میری انتہا تمہارے سوا کچھ نہیں۔" پڑھ کر وہ مسکرانے لگا۔

امرحہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے لے گئی اور دائیں بائیں جھول کر شرارت سے مسکرانے لگی۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر شاخوں سے جھولتیں گھنٹیوں کو ترنم سے ایسے بجا ڈالا جیسے "اسد اللہ خان غالب" کے کلام سے لبالب ہوئے' چاندی کے ظروف وادی کیلاش کی پریوں کی نازک انگلیوں تلے بج اٹھے۔

"ارتکاز واجب ہے۔"

"سماں یار ہے۔"

کشتی کی لمبی نوک جو پھولوں سے لدی ہوئی تھی۔ دھندلے اندھیرے پل کے نیچے سے نکلی اور اس نے پانی میں ہاتھ ڈال کر اس پر اچھال دیا۔

"عالیان ہے....."

اور ایک ایسی مسکراہٹ خود پر سجالی۔ جیسے وہ پرستان کی ملکہ ہو اور اپنے پری زاد کے ساتھ بگھی پر سوار گلستان کی پرواز پر جاری ہو۔

"مجھے تمہاری مسکراہٹ یاد آتی ہے اور میں خود مسکرانا بھول جاتا ہوں۔" عالیان نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور دن سے روشن اس کی آنکھوں کو پایا۔

"میری ساری مسکراہٹیں تم نے لے لیں' اب کہتے ہو مسکرانا بھول گئے ——— تم آنکھوں کی پتلیاں گول گول گھمایا کرتی تھیں؟"

"ہم کہا کرتے تھے تو کرتی تھی' اب تم کہتے ہی نہیں۔" وہ اٹھلا گئی۔

"امرحہ۔ چلو ہم پھر سے دوست بن جاتے ہیں۔" اس کے ہاتھ کی پشت کو اس نے باری باری اپنی آنکھوں سے لگایا۔

"نہیں۔ اب ہم دوست نہیں بن سکتے۔" اس نے اپنے ہاتھ کی پشت کو دیکھا۔

"کیوں؟ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو؟"

"نہیں.... یہ نہیں کر سکتی۔"

"محبت کرتی ہو؟"

"محبت.... یہ بھی نہیں۔"

"کوئی جذبہ تو ہو گا تمہارے پاس میرے لیے؟"

کشتی چمکیلی جھیل پر رواں دواں تھی اور پھر وہ ایک دوسرے پل کے اندھیرے میں جا چھپی۔ ابابیلوں کے جھنڈ پیچھے رہ گئے اور کوئلوں کی کوکوں نے اندھیرے کے سروں کا پیچھا کیا۔

دوب (عمدہ گھاس) مخمل کی طرح بچھ گئی.... اندھیرے سے روشنی میں آتے اس نے اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر میں پایا اور دوسرا اس کے ہاتھ میں پیوست۔

"شوق دید واجب ہے۔"

"سماں رقص ہے۔"

وہ سرخ پوشاک میں تھی اور اس کے بالوں میں لہریں تھیں۔ دوب اتنی ہموار زمین پر وہ محو رقص تھے۔ وہ شرما کر ایسے ہنس رہی تھی جیسے اسے اس پر اعتراض تھا۔

"نیلے سمندر میرے لیے سیاہ ہیں۔" گنگناہٹ صورت اس نے سرگوشی کی۔

"تمہاری آنکھوں کی سیاہی میں بس جانے کا خبط مجھے بہت پیارا ہے۔"

وہ مسکرانے لگی۔ "اور....."

"میرے پیروں تلے بچھی سب ہی راہیں تم تک آتی ہیں.... تم یہ جان لو میری سانسیں تم سے ہو کر آتی ہیں۔"

اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ "اور....."

"امرحہ مجھے انتظار رہے گا کہ انتظار کب ختم ہو گا۔" کہتے وہ اداس ہو گیا۔

"مجھے انتظار رہے گا کہ انتظار ختم ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔" کہہ کر وہ بیٹھ گئی۔ بے تحاشا پھول اگ آئے۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بتاؤ تم کس کے لیے جان دے سکتی ہو؟" وہ بھی اس کے پاس نیچے بیٹھ گیا۔

"جان تو کب کی دے دی۔"

"ہم نے بہت گڑبڑ کردی نا امرحہ؟"

"ہاں بہت... اور اب سوچنے کا وقت نکل گیا۔"

"میں نے تمہیں بہت یاد کیا۔"

"میں تمہیں بھول ہی نہیں پائی۔"

"تمہیں مجھے یہ بتانا چاہیے تھا۔"

"تمہیں یاد رکھتے رکھتے میں سب بھول گئی، تمہیں بتانا بھی... تمہیں یاد رکھتے میں نے کچھ اور یاد رکھنا ضروری نہیں سمجھا۔"

"میں عالیان نہ ہوتا تو تمہارا خواب ہوتا جسے تم ہر رات دیکھتیں۔"

"میں امرحہ ہو کر بھی عالیان ہی ہوں، تم میرے اندر بس چکے ہو، میں نے اپنا آپ رخصت کردیا ہے، عالیان۔"

"تم ایک جادوگر ہو امرحہ۔" وہ خود کو اس کی آنکھوں کے اتنے قریب لے گیا کہ اس کی پلکیں امرحہ کے گلابی گالوں پر لرزنے لگیں۔

"تم میرا سحر ہو عالیان۔"

"تم سے محبت مجھ پر فرض ہے۔"

"میں نے اس فرض کو قضا نہیں ہونے دیا۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"پتا نہیں۔"

"رک جاؤ۔" وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"روک لو..." اس نے گردن موڑ کر کہا خود کو نہیں۔

تیز روشنی نیم اندھیرے میں بدل گئی۔ خوف اور درد کی تتلیاں مقام نامعلوم سے اڑاتی ہوئی آئیں۔ وہ سب سیاہ تھیں۔ انہونی کا بگل بجا۔

"دعا واجب ہے۔"

"دسماں ہٹ رہی ہے۔"

اس نے جھٹکے سے گردن کو اس کے گرتے ہوئے وجود کی طرف موڑ کر اسے دیکھا۔ اس کے آس پاس خون ہی خون تھا۔ وہ اپنی جگہ بت بنا کھڑا تھا۔ اور ذرا دور اس کی بند ہوجانے پر مائل آنکھیں اس پر ٹکی تھیں۔ وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ لیکن وہ اس کی طرف نہیں بڑھ رہا تھا۔

وہ کھڑا تھا... وہ کھڑا ہی رہا۔

"اور اس نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔"

"یہ توبہ باف ہیں۔"

اپنے لمبے لبادوں میں لپٹی وہ "چاہ توبہ" کے گرد دائرہ بنا کر بیٹھ گئیں۔ پیشانی سے کھینچ کر کناروں کو ناک تک لائیں اور ایک ساتھ اپنے ہاتھ دعا کے لیے اٹھا لیے۔ اندھیری رات ان پر سایہ فگن تھی اور "آب توبہ" زمین کی تہوں میں جل تھل ہو رہا تھا۔

انہوں نے دعا کی ابتدا کی۔ "اے خدا..."

اور آنکھیں بند کرلیں۔

عالیان نے آنکھیں کھول دیں۔

اس کے جسم میں خون کا ایک قطرہ نہیں رہا تھا اور اس کے دل نے کام کرنا بند کردیا تھا۔ اس کی آنکھیں اندھیرے میں بھٹک رہی تھیں۔ اسے بہت دیر میں یاد آیا کہ وہ کہاں ہے۔ اس نے اٹھنے کی ہمت کی، لیکن اس کی ہمت جواب دے گئی۔

مارگریٹ کے مرنے کے بعد اس کے ساتھ یہ ہوتا رہا تھا۔ وہ اپنی من پسند جگہوں پر اس کے ساتھ پایا جاتا رہا تھا... اب پھر یوں... امرحہ کے ساتھ...

جسم کی گرمی سے اس کا منہ جل رہا تھا۔ اٹھ کر وہ واش روم میں گیا اور منہ دھو کر بخ پانی پیا۔ وہ برازیل میں تھا۔ ہوٹل کے کمرے میں دوسرے سنگل بیڈ پر موجود کارل بے خبر سو رہا تھا۔ وہ ٹیرس پر آگیا اور بہت دیر تک شہر کی ٹمٹماتی روشنیوں کو دیکھتا رہا۔ اس کی کیفیت واپس مانچسٹر کی طرف بھاگ جانے کی سی ہو گئی تھی۔ شٹل کاک کی طرف... کھڑکی کے نیچے۔

اس پر ہلکی سی کپکپی طاری تھی اور اس کے ہاتھ واضح کانپ رہے تھے۔ اس کا ٹیرس کے ٹھنڈے فرش پر بیٹھ کر رونے کو دل چاہا۔ بہت زیادہ روتے رہنے کا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ ٹھنڈے فرش پر بیٹھ گیا اور اپنے سر کو ہاتھوں میں تھام لیا اور پھر اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔ اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ خواب کے آخری حصے کو دہراتا۔ فون بیڈ سائیڈ سے اٹھا کر واپس ٹیرس پر آ کر اس نے سائی کو فون کیا۔

"تم ٹھیک ہو سائی؟"

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ کیوں کیا ہوا۔۔۔ اس وقت فون کیا تم نے؟" سائی خود بھی نیند سے جاگا ہوا لگ رہا تھا۔

"نہیں کچھ نہیں ہوا۔۔۔ بس ایسے ہی فون کیا۔"

سائی کچھ دیر خاموش رہا۔ "تمہیں کچھ کہنا ہے مجھ سے؟"

"ہاں۔۔۔"

"کہو۔۔۔"

"میرا بہت رونے کو دل چاہ رہا ہے۔ مجھے روشنی میں بھی اندھیرا نظر آ رہا ہے۔"

"تم ماما مارگریٹ کو یاد کر کے سوئے تھے؟"

"نہیں میں نے بہت اچھے تصورات کے ساتھ یاد کیا۔ میں نے ان کے ساتھ بہت اچھی باتیں کی۔ میں اب کی اپنی کیفیت ٹھیک سے سمجھ نہیں پا رہا سائی۔"

"تمہیں ایک اچھی نیند لینی چاہیے۔"

"ہاں۔۔۔ شاید۔۔۔ سائی! تمہاری امرحہ سے کب ملاقات ہوئی تھی؟"

سائی اپنے بستر پر پورا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس شخص نے جیسے صدیوں بعد امرحہ کا نام لیا تھا۔

"آج ملاقات ہوئی تھی۔۔۔ تم اسے فون کر سکتے ہو۔" سائی خوشی سے بولا۔

"ٹھیک ہے وہ؟" اس کی کپکپاہٹ کچھ کم ہوئی۔

"ہاں۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ بہت اچھا لگا تم نے اس کے بارے میں پوچھا۔"

"شکریہ سائی۔۔۔ تم سو جاؤ اب۔۔۔" شاید اس نے سائی کو بلاوجہ پریشان کیا۔

"تم بھی۔۔۔"

فون کو وہ ہاتھ میں لے کر سوچتا رہا۔ پھر ہوٹل کے کاؤنٹر تک آیا اور امرحہ کو فون کیا۔

"ہیلو۔۔۔" امرحہ کی آواز آئی۔

وہ خاموش رہا۔ وہ بات کہاں سے شروع کرے گا اور کہاں ختم کرے گا۔ اور کہے گا کیا۔۔۔ تو وہ خاموش ہی رہا۔ امرحہ نے فون بند کر دیا۔

"میں نے تمہیں بہت یاد کیا امرحہ!" فون بند ہو چکا تو وہ بڑبڑایا۔

"میں نے تمہیں وہ سزا دی جو خود میں نے بھگتی۔"

وہ کمرے میں واپس آ گیا اور ٹیرس پر کھڑا ہو گیا۔ اسے نہیں لگتا تھا کہ اسے نیند آ سکے گی اب۔

آنکھیں جاگتے رہنے کا عہد باندھ چکی تھیں۔ وہ سائی اور این کے ساتھ برازیلا آ چکی تھی۔ وہ کافی دیر سے ٹیرس پر کھڑی تھی۔ اندر این سو رہی تھی۔ ابھی جو فون آیا تھا اس نے جان لیا تھا کس کا تھا۔

اس شخص کو شبہ تھا کہ وہ اس کی خاموشی کو پہچان نہیں سکتی اور اسے یقین تھا کہ ایسا ہونا ممکن نہیں۔۔۔ کلام کے لیے الفاظ کی ضرورت ہوتی ہو گی' پہچان کے لیے نہیں۔ کیا وہ اسے پھر سے یہ بتانا چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے اسے کتنی تکلیف کاٹنی پڑی۔ وہ کس تکلیف سے گزرا۔ اس کی اچھی بھلی زندگی کو اس نے اندھا کنواں بنا دیا۔ روشنی اندر جاتی ہے نہ اندھیرا باہر نکلتا ہے۔

وہ سب جو وہ اسے نہیں کہہ سکا۔ وہ اب کہنا چاہتا ہے۔ امرحہ کو خوف محسوس ہوا۔ خوف سے اس کا وہم کسی اژدھے کی طرح دیو ہیکل ہو گیا۔

اب وہ نئے سرے سے سوچ رہا تھا۔۔۔ پہلے دن سے۔۔۔ پہلی ملاقات سے۔۔۔ پہلے جملے سے۔۔۔ ایک لڑکی جس کی آنکھوں کا کاجل ایسے پھیل گیا ہے کہ گالوں کو بھی سیاہ کر گیا ہے۔ وہ اس کے سامنے کھڑی ہے۔۔۔ وہی لڑکی ڈریگن ڈریس میں اس کے ساتھ کھڑی ہے اور پھر وہی لڑکی ہر جگہ اس کے ساتھ ساتھ رہتی ہے۔ وہ چھپ کر بیٹھتا ہے تو بھی۔۔۔ یہ کیسی لڑکی ہے جو اس کے سائے سے زیادہ اس کے ساتھ ہے۔ روح سے زیادہ اس پر سوار ہے۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم کہتے ہو تم ماما مارگریٹ نہ بن جاؤ اور مجھے یہ خوف ہے کہ تم ولید البشو بن جاؤ گے' اپنا کر چھوڑ دینے والے" ۔ ہانی نے کہا تھا۔

اس نے اپنا سر تھام لیا۔

سر اٹھا کر اس نے چند گہرے گہرے سانس لیے۔

کچھ بھی تھا۔ وہ خوش تھی کہ عالیان نے اسے فون کیا تھا۔ برا بھلا کہنے کے لیے ہی سہی۔ وہ اسے یاد تو رکھتا تھا۔ اس کا نام بھولا نہیں تھا۔ دنیا میں کوئی امرحہ بھی ہے اس میں یہ احساس زندہ تھا۔

زندہ رہنے کے لیے بہت ضرورتیں درپیش ہوں گی' لیکن جینے کے لیے صرف "ایک"

امرحہ کے لیے۔ "ایک عالیان"

عالیان کے لیے۔ "ایک امرحہ"

☼ ☼ ☼

آیئے برازیل اسٹیڈیم کے اندر چلتے ہیں۔

سیریز کا فیصلہ کن میچ ہے۔ انگلینڈ اور برازیل آمنے سامنے آنے والے ہیں۔ لگتا ہے سارا برازیل اٹھ کر اسٹیڈیم میں آگیا ہے۔ میچ شروع ہونے سے پہلے ہی لگ رہا ہے۔ میچ ختم ہونے کے قریب ہے۔ دونوں ٹیمیں ایک ایک گول کر چکی ہیں اور اب دونوں ٹیموں کے شائقین مرے جا رہے ہیں کہ بس ان کی ٹیم فیصلہ کن گول کر دے۔ برازیلین شائقین کچھ تندی میں تھے۔ وہ انگلینڈ کے شائقین اور کھلاڑیوں کے نام لے لے کر فقرے چست کر رہے تھے۔ انہیں بتا رہے تھے کہ انگلینڈ ٹیم کس بری طرح سے ہار جانے والی ہے۔

یہ سب ہونا معمول ہے۔ فٹ بال کی دنیا میں جو نہیں ہوتا وہ کم ہوتا ہے۔ شائقین جتنا زیادہ کرتے ہیں۔ کم ہی کرتے ہیں۔ فٹ بال فیور اسٹیڈیم کے اندر اتنے ہائی ٹمپریچر پر ہوتا ہے۔ جیسے وہاں اہتمام سے ایک آتش فشاں پھٹنے والا ہو۔ اس فیور کا تصور اسکرین سے میچ دیکھنے والے کر ہی نہیں سکتے۔

وہ۔۔۔ ویرا۔۔۔ کارل اور چند دوسرے یونی فیلوز آگے پیچھے بیٹھے تھے۔ انہوں نے انگلینڈ ٹیم کی شرٹس پہن رکھی تھیں اور کارل' ویرا نے اچھل اچھل کر سارا اسٹیڈیم ابھی سے سر پر اٹھا لیا تھا۔ عالیان خاموش بیٹھا انہیں ناچتے دیکھ رہا تھا۔

ایسے ہی ناچتے کودتے کارل نے ایک پیاری سی بچی کی گود میں رکھے سینڈوچز غائب کر دیے۔ بچی جس کے ماما' پاپا اس کے پاس ہی کھڑے' اپنی دھن میں اچھل رہے تھے' تاکہ وہ اسکرین پر نظر آسکیں۔ ایک دم سے اپنی گود کو خالی پا کر رونے لگی اور اپنے اچھلتے کودتے باپ کی شرٹ کھینچنے لگی۔

"شرم کرو لٹل اینجل کو رلا دیا۔" عالیان نے تیزی سے چلتے اس کے جبڑے کو دونوں ہاتھوں میں سختی سے دبا کر کہا۔ بچی ان سے ذرا سی دور ہی بیٹھی تھی۔

"اینجل تو کسی نہ کسی طرح زندہ رہ ہی لیتے ہیں ہم شیطانوں کو اپنا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ مجھے بھوک لگی تھی' میں نے محنت کی اور خوراک حاصل کر لی۔ ویسے بھی اس کا باپ اسے اور لے دے گا۔ میرا تو کوئی باپ نہیں ہے نا جو مجھے لے کر دے گا۔"

"میں ابھی بچی کے باپ کو بتاتا ہوں۔" عالیان اس کی طرف جانے لگا۔

"اگر تم نے یہ کہا تو برازیل میں فٹ بال کی تاریخ کا سب سے بڑا ہنگامہ ہو گا اور وجہ صرف سینڈوچ ہو گا۔ ایک سینڈوچ کے لیے تم نجانے کتنے شائقین کو مروا دو گے اور کتنوں کو زخمی کر کے عمر بھر کے لیے معذور کر دو گے۔"

"یہ میں کروں گا؟" عالیان نے اس کے بال مٹھی میں جکڑ کر کہا۔

"ہاں تم۔۔۔ صرف تم۔۔۔" اس نے بھی عالیان کے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔ برازیلا اسٹیڈیم میں دو لڑکے ایک دوسرے کے بال مٹھیوں میں جکڑے کھڑے تھے۔

بچی کے ہاتھ میں اب ایک بڑی آئس کینڈی آچکی تھی اور کارل اب آئس کینڈی کو دیکھنے لگا تھا۔ بچی کے باپ نے پھرتی سے بچی کو چپ کرا دیا تھا۔

"تمہاری لٹل اینجل کی پسند اچھی ہے۔ مجھے یاد

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

آیا کہ میں آئس کینڈی کو بہت دنوں سے بہت مس کر رہا تھا۔" کارل نے آنکھیں گھول گھما کر کہا۔

عالیان ہنس دیا۔ "تم ایسے کیوں ہو؟"

"لٹل اینجل سا؟" کارل نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔ "Big Devil (بگ ڈیول) سا؟"

"کیا میں بگ ڈیول ہوں... نہیں نا؟ اس نے پیچھے بیٹھی قصہ گو کی طرف رخ موڑ کر کہا اور رشوت کے طور پر جیب سے چاکلیٹ نکال کر آگے کی۔

عالیان پھر مسکرا دیا۔ "بند کرو اپنا ڈراما۔"

"ویسے تم بہت گم صم سے ہو... کچھ ہوا ہے؟"

"میں ٹھیک ہوں... ہونا کیا ہے؟" کارل کی نظروں سے وہ بچ نہیں سکتا تھا۔

"کچھ ہے تو بتاؤ فرش... کیا تم شور سے پریشان ہو۔ یونو می' سارا اسٹیڈیم خالی کروا سکتا ہوں۔ ابھی جا کر کسی برازیلین فین کو دبوچ لیتا ہوں اور اس کی ٹیم کے بارے میں کچھ بھڑکتا ہوا جملہ کہہ دیتا ہوں۔ بس پھر ہنگامہ شروع... اور ہاں جو افواہ میں بم کی یہاں پھیلا سکتا ہوں۔ وہ بم بننے سے اب تک کسی نے نہیں پھیلائی ہوگی۔ بس پھر اسٹیڈیم خالی۔"

"اتنے پیسے لگا کر ہم میچ دیکھنے آئے ہیں خالی اسٹیڈیم نہیں۔"

"پتا نہیں کیوں' لیکن مجھے میچ دیکھنے سے زیادہ دلچسپی کسی اور چیز کو دیکھنے میں ہے۔ بڑی اگر میں شائقین کو آپس میں لڑوا دوں' کیسا رہے گا۔ میچ تو کئی بار دیکھ چکے ہیں ہم' اب ذرا یہ بھی تو دیکھیں' براہ راست ہنگامہ دیکھنے میں کیسا لگتا ہے۔"

"شیشے کی خالی بوتلیں تمہارے سر پر آ کر لگیں گی نا تو مزا آجائے گا۔ براہ راست ہنگامہ دیکھنے کا۔"

"وہ انسان ابھی بنا نہیں جو کارل کے ساتھ یہ کر سکے۔" کارل ادھر ادھر دیکھنے لگا اور کس کے پاس سے کھانے کی چیز اڑائی جا سکتی ہے۔

"وہ بنا بنایا انسان تمہارے ساتھ بیٹھا ہے۔"

"تم بھی کارل ہی ہو۔" کارل نے اس کے دونوں گال پکڑ کر مروڑے۔

میچ شروع ہونے میں ابھی کچھ وقت تھا۔ بڑی بڑی اسکرینوں پر اسٹیڈیم میں موجود شائقین دکھائے جا رہے تھے۔

"یہ مقامی شائقین تو ابھی سے پاگل ہو رہے ہیں۔" کارل نے ذرا دور موجود ایک لڑکے کی طرف اشارہ کیا جو اپنی ٹیم کے حق میں عجیب و غریب نعرے لگا رہا تھا۔

"تمہارا ابھی نشہ ٹوٹ رہا ہوگا' جا کر تم بھی اس کے ساتھ تھوڑا پاگل ہو جاؤ۔" عالیان نے اسے اسی لڑکے کی سمت دھکا دیا۔

امرحہ نے سائی کو منع کر دیا تھا کہ وہ ویرا کو نہ بتائے کہ وہ وہاں موجود ہے۔ انہیں سائی کی آمد کا پتا تھا۔ اس کی نہیں۔ ویسے بھی کل انہوں نے چلے جانا تھا۔ این اور امرحہ نے بھی انگلینڈ ٹیم کی شرٹس پہن رکھی تھیں۔ این ایسے اچھل رہی تھی جیسے وہ جاپانی نہ ہو' بلکہ برطانوی ہو اور اس کا ایک آدھ بھائی یا دوست ٹیم میں شامل ہو۔ اس نے ٹیم کی نمائندگی کرتی لمبی سی ٹوپی بھی پہن رکھی تھی اور منہ کو پورا رنگا ہوا تھا' ساتھ ہاتھ میں بورڈ پکڑ رکھا تھا۔ "رانی ہماری ہے۔" جس پر پیچھے کہیں سے کسی نے کلر بال پھینک کر اسے بدنما کر دیا تھا۔ یعنی رانی انگلینڈ کی نہیں برازیل کی ہے۔

منظر کچھ ایسا تھا جیسے ورلڈ کپ فائنل ہو۔

امرحہ کچھ بہتر محسوس کر رہی تھی وہاں آکر۔ ویسے بھی رات کو جو عالیان نے کال کی تھی اور کسی بھی وجہ کو لے کر کی تھی۔ اس کے لیے وہ بہت بڑی بات تھی۔ وہ بھی کھڑی ہو کر این کے ساتھ اچھلنے لگی اور ریہرسل کے طور پر بنائی جانے والی "ویو" کا حصہ بننے لگی۔ پورے اسٹیڈیم میں لہریں گھوم رہی تھیں اور یہ قابل دید منظر تھا۔

وہ ہنسنے لگی... اسے سب اچھا لگا... جیسے سارے غم بس مٹ گئے۔

"امرحہ..." عالیان... ویرا' کارل ایک ساتھ چلائے۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسکرین پر اچھلتی این کے قریب وہ کھڑی تھی اور اپنی طرف آنے والی "لہر" کی طرف دیکھ رہی تھی اور خوش قسمتی سے ان تینوں نے اسے دیکھ لیا تھا۔ ویرا نے فون کیا۔

"تم کہاں ہو؟"

امرحہ ہنس دی۔ "اسٹیڈیم"

"پاگل۔۔۔ گندی بچی۔۔۔ بتا نہیں سکتی تھیں؟"

"میں نے سوچا سرپرائز دوں۔"

"سرپرائز' اسکرین پر آکر۔۔۔" ویرا ہنسی۔۔۔ وہ بہت خوش تھی اسے دیکھ کر۔

"این اور امرحہ سائی کے ساتھ ہیں۔" ویرا نے ان سب کو بتایا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تمہارے ساتھ امرحہ بھی ہے۔" عالیان نے سائی کو فون کیا۔

"اس نے منع کیا تھا عالیان۔"

عالیان خاموش ہو گیا اور اسکرین کی طرف ہی دیکھتا رہا کہ وہ پھر سے نظر آجائے' لیکن اب گراؤنڈ میں کھلاڑی آتے نظر آرہے تھے۔

میچ شروع ہو گیا۔

فرسٹ ہاف میں انگلینڈ کی ٹیم نے ایک گول کر دیا۔ لیکن انگلینڈ کے شائقین سے زیادہ برازیلین شائقین دیوانے ہو رہے تھے۔ "غصے سے" انہیں ریفری کا برازیل ٹیم کے ایک اہم کھلاڑی کو ریڈ کارڈ دکھائے جانے سے اختلاف تھا۔ ان کے آس پاس موجود شائقین ریفری کو گالیاں دے رہے تھے کہ اگر وہ یہ فاؤل نہ کرتا تو ٹیم دو گول کر چکی ہوتی اور مخالف ٹیم کو گول کرنے کا موقع ہی نہ ملتا۔

"بچوں بچ کر۔۔۔ برازیلیوں کے نرغے میں گھرے بیٹھے ہو۔" ویرا نے مذاقاً کہا۔

"اگر دوسرا گول بھی انگلینڈ نے کر دیا تو انہوں نے انگلینڈ ٹیم کے کھلاڑیوں کی بجائے ہماری گردنیں دبوچ لینی ہیں۔" عالیان ہنسنے لگا۔

وہ یہ سب مذاق میں کہہ رہے تھے۔ اسٹیڈیم میں ایسا کریز معمول کی باتیں ہوتی ہیں۔ پھر بھی مقامی شائقین کے تیور کافی بگڑ رہے تھے۔ ان کا خیال تھا سارے ریفری انگلینڈ ٹیم کے سارے کھلاڑی فاؤل کھیل رہے ہیں۔

امرحہ کے پیچھے بھڑکتے ہوئے فاؤل فاؤل کے نعرے لگنے لگے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے سائی؟ پیچھے کوئی لڑائی ہو رہی ہے کیا؟" امرحہ سہم گئی۔

"یہ سب ہوتا رہتا ہے امرحہ۔ آخری منٹوں میں دیکھنا کیا ہوتا ہے۔"

دوسرا ہاف شروع تھا۔ انگلینڈ کا ڈیفنس اچھا تھا۔ مخالف ٹیم کی سرتوڑ کوششوں کو وہ ناکام بنا رہے تھے۔

دوسرا ہاف ختم ہونے سے پندرہ منٹ پہلے ویرا کو ایک میسج آیا۔ موبائل پر جسے پڑھ کر وہ تھوڑا سا پریشان ہو گئی۔

"کیا ہوا۔" شاہ ویز نے پوچھا۔

میرے جرنلسٹ دوست کا میسج آیا ہے۔ وہ بھی یہاں موجود ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے کسی متوقع ہنگامے کی خبر ملی ہے۔

"کیسے ہنگامے کی؟"

"زیادہ اسے بھی نہیں معلوم اس کا کہنا ہے کہ کوئی حکومت مخالف گروپ ہے' جو اپنے مفادات کے لیے کوئی ہنگامہ کروانا چاہتا ہے۔ شاید غیر ملکیوں کو نشانہ بنانا' ایسا ہی کچھ۔۔۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ ایسی خبریں پھیل ہی جاتی ہیں' سیکیورٹی بہت اچھی ہے' پولیس جانتی ہے کیسے امن رکھنا ہے اور جو خبر تمہیں ملی ہے وہ حکومت کو بھی تو ملی ہی ہوگی نا۔" کارل نے کہا۔ "ویسے اچھا ہے ہنگامہ ہو ہی جائے ہمیں بھی تو دیکھوں یہ فلم بنا ٹکٹ کے۔"

"اور پھر تمہارا دوست کنفرم بھی نہیں ہے۔" عالیان نے کہا۔

ویرا نے سب دوستوں کو میسج کر دیا کہ میچ ختم ہوتے ہی فوراً" اسٹیڈیم سے نکل جائیں۔ خطرہ مول لینے کی ضرورت نہیں۔ کوئی بدمزگی نظر آئے تو پرسکون رہیں۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

آخری پندرہ منٹ میں برازیلین کھلاڑیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا' لیکن آخری چھٹے منٹ میں گول انگلینڈ نے کر دیا۔

جوش اور افسوس سے دونوں ٹیموں کے شائقین نے اسٹیڈیم سر پر اٹھا لیا۔ سائی' ویرا کا پیغام پڑھ چکا تھا۔ اس نے امرحہ اور این کو چلنے کے لیے کہا۔ عالیان اور ویرا اٹھ چکے تھے۔ جبکہ اچھلتا کودتا کارل پہلے ہی کہیں غائب ہو چکا تھا۔ ویرا نے اب واضح خطرے کی بو سونگھ لی تھی۔ کہیں کوئی ایک ایسا نعرہ گونجتا کہ اس حصے میں بات بڑھ جاتی۔ میچ کے دوران گالی گلوچ' ہاتھا پائی' تو تڑاخ' خالی بوتلیں پھینکنا عام باتیں تھیں' لیکن ایسی تندی اور طیش نہیں ہوتا تھا جو اب دکھائی دے رہا تھا۔ جیسے سب جان بوجھ کر کیا جا رہا تھا۔

"سائی نکل چکا ہے؟" عالیان نے پوچھا۔

"ہاں.... اس نے کہا وہ جا رہا ہے۔" ویرا نے فون کان سے ہٹایا۔

وہ دونوں اسٹیڈیم سے باہر آگئے اور ابھی وہ سڑک تک آئے ہی تھے کہ پولیس کی نفری تیزی سے اندر اسٹیڈیم کی طرف بھاگتی ہوئی نظر آئی۔ ان کا انداز الرٹ تھا۔ ایک دم ہی اسٹیڈیم کے باہر اسٹیڈیم کے اندر کچھ ہو جانے کا منظر نمایاں ہو گیا۔

"چلو عالیان.... جلدی چلو۔" ویرا آگے کو بھاگی وہ بھی سڑک پر اس کے ساتھ بھاگا اور ذرا دور جا کر رک گیا۔

"کیا ہوا؟" ویرا پلٹی۔

"امرحہ!" اس کے چہرے کے سارے رنگ اڑ گئے' اور اسے دیکھ کر ویرا کی اپنی شکل پر سائے سے لہرائے۔

ویرا نے فون نکالا۔ امرحہ کو فون کرنے کے لیے.... لیکن عالیان پہلے ہی کال ملا چکا تھا۔

دوبار بیل ہوئی۔ "ہیلو!" امرحہ کی آواز آئی۔

"امرحہ! تم کہاں ہو؟"

الفاظ پورے ادا نہیں ہوئے کہ فون ڈیڈ ہو گیا۔ اس نے دوبارہ کال ملائی' لیکن فون بند جا رہا تھا۔

✡ ✡ ✡

اس کا فون بند جانا ہی تھا۔ اس کے فون کی بیٹری نکل چکی تھی اور وہ کہیں دور گر گیا تھا اور وہ خود بھی گر گئی تھی۔ وہ بس نکل جانے کو ہی تھے کہ بھڑکا ہوا ایک گروپ اوپر سے گتھم گتھا ہوتا ان کے اوپر آ کر گرا۔ امرحہ کا سر ایک سخت چیز سے ٹکرایا اور اس کے سر سے خون نکلنے لگا۔ سائی نے جلدی سے اسے اٹھایا۔ ایک مقامی فین نے سائی کو دھکا دیا' سائی بھی دور جا گرا۔

میچ کا آخری منٹ ختم ہو چکا تھا۔ انگلش ٹیم جیت چکی تھی اور فوراً" ہی اسٹیڈیم میں مختلف جگہوں پر گروپ کے گروپ آپس میں الجھ کر گتھم گتھا ہو گئے اور ایک دوسرے پر مختلف ٹھوس چیزیں پھینکنے لگے۔ اس سارے عمل کو تیس سیکنڈ بھی نہیں لگے ہوں گے' جیسے کہ سب کچھ پلان تھا کہ ایسا ہی ہونا ہے۔

اسٹیڈیم کی اندرونی حالت ایک دم سے بدلی اور عام شائقین سہم گئے۔ منظر ہولناک ہو گیا۔ شور بڑھ گیا اور ہنگامے کے آثار نمایاں ہو گئے جو چھپا ہوا تھا وہ نکل آیا۔ اسٹیڈیم نے جنگ کا میدان بدلنے میں ایک منٹ کا وقت بھی نہ لیا۔ این کہیں آگے نکل چکی تھی۔ امرحہ کو سر پر چوٹ کی وجہ سے بری طرح سے چکر آ رہے تھے۔ سائی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ اکیلی دھکے کھاتی' جگہ بناتی آگے بڑھنے لگی کہ ایک ہپی لڑکے نے اس کا بازو دبوچ لیا۔ سیکیورٹی فوج تیزی سے اندر داخل ہو رہی تھی۔ ساٹھ ہزار شائقین کے ہجوم میں ایک دم سے بھگدڑ مچی۔ تیزی سے باہر نکل جانے کا انداز ایسا ہو گیا جیسے قیامت آگئی ہو۔ خالی بوتلیں اور جسم کے دوسرے حصوں پر آ کر لگنے لگیں۔ دوبارہ امرحہ کی کمر پر کوئی وزنی چیز آ کر لگی۔ جس نے اس کا بازو دبوچا تھا۔ پوری قوت لگا کر اس سے بازو چھڑوا کر وہ آگے کو بھاگی تھی۔ لیکن اس کے بازو پر پھر وہی گرفت پڑی اور سرخ آنکھوں والے اس عادی نشئی ہپی لڑکے نے اس کی گردن پر جھک کر کاٹنا چاہا۔ امرحہ نے پوری شدت سے چیخ مار دی۔

اس کا فون بند جا رہا ہے' یہ معلوم ہوتے ہی اپنا فون

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سڑک پر ہی پھینک کر وہ رش میں مخالف سمت بھاگا' ویرا بھی اس کے پیچھے لپکی۔

"تم اس گیٹ کی طرف جاؤ' میں دوسرے گیٹ کی طرف جاتی ہوں۔" بھاگتے ہوئے ویرا چلائی۔

اس کے بھاگنے کے انداز میں اتنی شدت اور تیزی تھی کہ وہ بہت سوں کو پھلانگتا' گراتا' دھکے دیتا ہوا آگے بڑھا۔ ایک ہجوم تھا جو منتشر باہر نکل رہا تھا اور پولیس کی نفری بڑھتی ہی جارہی تھی' جو ہجوم میں نظم لانے کی کوشش کررہے تھے۔ بچوں کے رونے کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔ بھگدڑ کا ماحول تھا۔

"امرحہ!" وہ پوری قوت سے رش میں گھس کر چلانے لگا' اس کی آواز میں ایسی گرج تھی کہ اتنی افراتفری میں بھی بہت سوں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"امرحہ!" وہ پھر چلایا۔ اس کی سانسیں بے قابو ہورہی تھیں۔ اگر امرحہ فوراً اس کے سامنے آجاتی تو وہ زمین پر گرجاتا۔ اس میں کھڑا ہونے کی طاقت نہیں رہی تھی۔ وہم اسے ہولانے لگے تھے اور خوف نے اس کے بل پر پنجے گاڑ دیے تھے۔

اسے الہام ہوا اور وہ گیٹ سے اندر ہوگیا۔ پولیس کی نفری کھڑی سب کو باہر نکال رہی تھی' لیکن وہ سر کو جھکا کر اس پار ہوگیا۔ اسے پورے اسٹیڈیم کے ہزاروں چکر بھی لگانے پڑتے تو اسے کم لگتے اس انسان کے لیے جسے تلاش کیا جارہا تھا۔

امرحہ باہر ہوسکتی تھی۔ اسے یہ خیال آیا تھا' لیکن اس کا وجدان اسے بتارہا تھا کہ وہ اندر ہی ہے اور ٹھیک نہیں ہے۔

اس نے اس کا بازو کسی خونخوار جانور کی طرح پکڑ رکھا تھا اور وہ اسے گھسیٹ کر کسی خاص سمت لے کر جارہا تھا۔ وہ چلا رہی تھی' خود کو آزاد کروانے کی کوششیں کررہی تھی' لیکن اسی لڑکے کے دوسرے ساتھی نے اس کے گرد گھیرا سا بنالیا تھا اور اسے مضبوطی سے کمر سے پکڑ رکھا تھا اور وہ دونوں آپس میں اپنی زبان میں بات کررہے تھے جسے امرحہ نہیں جانتی تھی۔

عالیان تیزی سے ادھر ادھر بھاگ رہا تھا اور اسے مسلسل آوازیں دے رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر گراؤنڈ کے اوپر پرواز کرنے لگا۔ یعنی معاملہ شدت اختیار کرچکا تھا۔

سیکورٹی فورس ہر طرف پھیل رہی تھی۔ کہیں سیکورٹی فورس اور شائقین میں تصادم ہورہا تھا۔ کہیں شائقین اور شائقین میں... معاملہ ایسے بگڑ رہا تھا جیسے جلتی آگ پر اور تیل ڈالا جارہا ہو۔

وہ اسے دوسرے گیٹ سے نکال کر باہر لے جارہے تھے۔ ان کا انداز کچھ ایسا تھا جیسے وہ اسے کسی گاڑی میں ڈال کر لے جانے والے ہیں۔ وہ معاشرے کے موقعے سے فائدہ اٹھانے والے' ناسور تھے جو ہر جگہ پائے جاتے ہیں اور اپنی بدخصلتی سے باز نہیں آتے۔

کارل کو سائی مل چکا تھا اور اس نے امرحہ کے لاپتا ہونے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ دوسری طرف اندر سے کارل آیا تھا۔ این' سائی' شاہ ویز اور چند دوسرے اسٹوڈنٹس اسے باہر رش میں دیکھ رہے تھے۔ سائی نے سب کو فون کرکے بتا دیا تھا' کیونکہ امرحہ کا فون بند جارہا تھا تو اسے ڈر تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔

کارل کی نظر دور امرحہ پر پڑی اور وہ تیزی سے بھاگتا ہوا اس کی طرف آیا۔ وہ عام نارمل انداز سے نہیں چل رہی تھی۔ اسے ایک لڑکا گھسیٹ رہا تھا اور دوسرا اس کے منہ پر بار بار ہاتھ رکھ کر اس کا منہ دبا رہا تھا۔ کارل اس کے پاس پہنچا اس سے پہلے عالیان سیٹیں پھلانگتا ہوا ان کے قریب چلا گیا۔ وہ پیچھے کہیں سے تیزی سے بھاگتا ہوا آیا تھا اور اس نے آتے ہی ان لڑکوں کو لاتیں اور گھونسے مارنے شروع کردیے... کارل بھی پہنچ گیا اور جس کی گردن ہاتھ آئی اس نے دبوچ لی۔

امرحہ بری طرح سے خوف زدہ تھی۔ وہ کانپ رہی تھی اور اس کے سر سے خون نکل رہا تھا اور ناک منہ سے بھی۔

دو لڑکے پہلے ہی بھاگ گئے اور ایک کارل سے خود کو چھڑا کر بھاگا۔

امرحہ پر نظر پڑتے ہی عالیان کی آنکھیں نم

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہو گئیں۔ اس نے ڈری سہمی امرحہ کو اپنے ساتھ لگا لیا اور ہاتھ سے اس کی ناک منہ کا خون صاف کیا اور اس کے سر کے زخم کو دیکھنے لگا۔

"تمہیں کافی چوٹ آئی ہے۔" اس نے یہ کہا اور اس نے یہ سنا تو وہ فوراً" خود کو رونے سے روک نہیں سکی۔

"نہیں زیادہ نہیں ہے۔ مجھے بالکل تکلیف نہیں ہو رہی اب۔" ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ نکلے جیسے جذبات کی شدت سے الفاظ بکھر سے گئے۔

اس کا سر عالیان کے سینے سے لگا تھا۔ اس سر پر لگی کتنی بھی بڑی چوٹ میں درد کیسے اٹھ سکتا تھا بھلا۔

کارل نے جلدی چلنے کا اشارہ کیا اور آگے بھاگ گیا۔ اسے اپنے ساتھ لگائے عالیان باہر کی طرف آیا۔ اور گیٹ سے باہر ہونے سے پہلے ایک زوردار دھکا لگا کہ امرحہ کا ہاتھ عالیان سے چھوٹ گیا اور وہ گرپڑنے کے انداز سے بہت آگے نکل گئی۔

"سڑک سے دور کسی محفوظ حصے کی طرف بھاگ جانا امرحہ...." عالیان پیچھے سے چلایا اور پورا زور لگا کر اس نے ہجوم میں سے جگہ بنا کر آگے نکل جانا چاہا۔ امرحہ نے دھکے کھاتے آگے بڑھتے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور عالیان کا دل وہیں ٹھہر گیا۔

"احترام واجب ہے۔ سماں عشق ہے۔"

ہجوم نے اسے ایک اور دھکا دیا وہ آگے نکل گئی۔

دھکے نے اسے لڑکھڑا دیا اور وہ اور پیچھے رہ گیا۔

امرحہ نے پھر گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"وقت نے دنادی وہ وہیں ٹھہر نہ گیا۔"

اگلے دھکے سے وہ باہر نکل گئی۔

سڑک کا منظر کچھ اور ہو چکا تھا۔ منٹوں کی گیم تھی ' لمحوں میں بدل گئی۔ سیکورٹی فورس منتشر ہجوم سے نبٹنے میں مشغول تھی۔ رات کا وقت تھا اور آنسو گیس کے دھوئیں نے رات کو خطرناک بنا دیا تھا۔ ربڑ کی گولیاں فائر کی جارہی تھیں۔ مختلف اشکال کے ماسک پہنے ہوئے افراد سیکورٹی فورس پر ٹھوس چیزیں اور آنسو گیس اچھال رہے تھے۔ کہیں کچھ گروپس آپس میں متصادم تھے' کس فورس کے ساتھ....

ایک بڑا ہنگامہ برازیلا اسٹیڈیم کے اندر اور باہر پھوٹ چکا تھا۔

ایک ایسا ہنگامہ جو سانحے میں بدلنے ہی والا تھا۔ ایمبولینس کے سائرن کی آوازیں چار سو گونج رہی تھیں... دور دور تک سڑک پر ایک جنگ کا عملی منظر دیکھا جا سکتا تھا۔

"تصادم کی تصویر تھی اور بغاوت کی بو۔"

وہ سڑک پر نکل کر ایک سمت بھاگنے لگا۔ کارل اس کے پیچھے ہی تھا۔

"امرحہ کہاں ہے؟" کارل نے چلا کر پوچھا۔

"اسے میں نے سڑک سے دور نکل جانے کے لیے کہا تھا۔" دو فائر فضا میں گونجے اور چیخوں سے کان پھٹنے لگے۔ ان پر شیشے کی بوتلیں اچھالی گئیں۔ ایک نے آگے بڑھ کر کارل پر حملہ کرنا چاہا جسے کارل نے پہلے ہی دبوچ لیا اور سڑک کے ایک طرف نیچے زمین پر پٹخ دیا۔

وقفے وقفے سے' لیکن تیزی اور شدت سے آنسو گیس اچھالی جارہی تھی' اور ربڑ کے فائر کیے جارہے تھے۔ کون دفاع کر رہا تھا اور کون حملہ' فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ عالیان تیزی سے سڑک پر بھاگ رہا تھا اور چلا رہا تھا۔ "امرحہ!"

اس کے پیروں تلے کی زمین کھسکتی جارہی تھی اور اس کی آنکھوں کے آگے بار بار اندھیرا چھا رہا تھا۔ اسے اپنا خواب یاد آرہا تھا۔ اندھیرا... دھواں.... تصادم اور خطرہ۔

نشانیاں اچھی نہیں تھیں۔ وہ ذرا دیر کو رک کر ہانپنے لگا۔ اس سے اگلا قدم اٹھانا مشکل ہو رہا تھا۔ اس کے پیروں کے پاس آکر ایک گیس کا گولا گرا۔.. وہ تیزی سے دوسری طرف ہوا۔ اس کے بازو پر ربڑ کی گولی آکر لگی' لیکن وہ رکا نہیں' اس کا جسم اسے حرکت کرنے سے جواب دیتا جارہا تھا۔ اس کی کیفیت اس انسان سی ہو گئی' جسے اپنے کسی عزیز کے تابوت کو اٹھانے کے لیے کہا جاتا ہے اور وہ خود کو پہاڑ اٹھا لینے کے قابل تو سمجھ لیتا ہے' لیکن وہ تابوت نہیں۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

برا ایلا اسٹیڈیم دھواں اگلنے لگا۔۔۔ چند ایک جگہ آگ بھڑک اٹھی۔۔۔ دھوئیں کے پھیلاؤ سے سڑک پر حرکت محال ہوگئی۔

پوری قوت لگا کر وہ پھر بھاگا اور چلایا۔ ”امرحہ۔۔“

وہ ساری دنیا کو آگ لگا دے گا۔۔۔ اگر کچھ ہوا تو۔۔۔ وہ سب کچھ جلا ڈالے گا۔ اب وہ طیش سے سڑک پر بھاگنے لگا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ راستے میں آنے والوں کو روند ڈالے' کچل ڈالے' ورنہ حلق پھاڑ کر اتنی شدت سے چلائے کہ سب اپنی اپنی جگہ ساکت ہو جائیں۔

اس نے پھر آواز دی۔ ”امرحہ۔۔۔“

☼ ☼ ☼

اس کا دوپٹا کب کا کہیں گر چکا تھا۔ اسے چلنے میں مسئلہ ہو رہا تھا۔ چند لوگ اس پر آگرے تھے اور اس کی ٹانگ جیسے ٹوٹ ہی گئی تھی۔ وہ بمشکل لنگڑا کر چل رہی تھی۔ دھوئیں کے بادلوں میں اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سخت چبھن ہو رہی تھی اور ان میں سے مسلسل پانی نکل رہا تھا۔

وہ کبھی ایسے کسی تصادم سے دوچار نہیں ہوئی تھی۔ وہ تو زندگی میں پہلی بار فٹ بال میچ دیکھنے اسٹیڈیم آئی تھی۔ اسے تو یہ تک معلوم نہیں تھا کہ ہنگامی صورت حال میں کیا کرنا چاہیے۔ اس وقت اس کی عقل بالکل ماؤف ہو چکی تھی اور وہ بری طرح سے سہم چکی تھی۔ اسے ہر ایک سے ڈر لگ رہا تھا کہ کوئی اسے گھسیٹے گا یا مار دے گا۔ سڑک کا منظر انتہائی ہولناک ہو چکا تھا۔ اس کا دل چاہا واپس اندر بھاگ جائے۔

اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کس طرف کو بھاگے اور پھر جس طرف بہت سے لوگ بھاگے جا رہے تھے وہ بھی بھاگنے لگی۔ سڑک پر وہ سب منتشر ہو گئے۔ سیکیورٹی فورس کی نفری بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ پھر بھی تصادم تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ وہ تیزی سے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ لیکن اب وہ ڈیفنس کرنے کی پوزیشن میں آچکے تھے جو گروپس حملے کر رہے تھے ان کے حملے بہت شدید تھے۔

صرف چند منٹ لگے یہ سب ہونے میں' صرف چند منٹ۔

عالیان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ ٹھیک سمت بھاگ رہا ہے یا نہیں' بس اسے اس کا وجدان کہہ رہا تھا کہ اسے اسی سمت جانا چاہیے۔

ایک اور گولا اس کے پیچھے اور ذرا آگے آکر گرا۔۔۔ اور دھوئیں کے بادل پھیلنے سے پہلے اس نے امرحہ کو بہت دور دیکھ لیا۔

”امرحہ!“ وہ پوری جان سے چلایا کہ وہ اس کی طرف دیکھ لے' لیکن وہ بہت دور تھی' اس سے ٹھیک سے چلا نہیں جا رہا تھا۔ وہ ڈر کر کھڑی تھی۔ اس سے ذرا آگے ایک گروپ میں تصادم ہو رہا تھا اور اس کے پیچھے گیس کے گولے پھینکے جا رہے تھے۔

فاصلہ سمٹا' وہ بھاگ کر اس کی طرف لپکا۔

سڑک کے دوسری طرف سے تصادم کے اس پار سے ویرا نے اسے دیکھ لیا اور وہ اس کی طرف بھاگی۔

”امرحہ۔۔۔“ فاصلہ سمٹ چکا تھا۔ وہ اس سے کچھ ہی دور تھا۔ اب امرحہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

”ارتکاز واجب ہوا۔۔۔ سماں یار غالب آیا۔“

اور اتنی دور سے وہ عالیان کے اس طرح اپنی طرف بھاگتے آنے پر فدا ہو گئی۔

”محبت قبح کا عالم ہے۔ اس میں رات نہیں ہوتی۔“

وہ اس کے لیے کیسے بھاگا پھر رہا تھا۔

”محبت ابد کی گھڑی ہے۔ یہ فنا نہیں ہوتی۔“

جو ہو چکا تھا اب تک۔۔۔ وہ وہیں مٹ چکا۔

”محبت' طرب کا ساز ہے۔ اس میں آہ نہیں ہوتی۔“ جو فاصلہ تھا وہ کم ہونے لگا۔

”کہیں مت جاؤ۔“ دھوئیں کے بادلوں نے دو لوگوں کی ایک سوچ کو جالیا۔ ”اب کہیں مت جاؤ۔“

وہ عالیان کی طرف گھوم چکی تھی اور اس کی طرف آرہی تھی۔

اور ایک بھڑکے ہوئے لڑکے نے انگلینڈ ٹیم کی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

شرٹ پہنے ایک لڑکی کے سر پر شیشے کی وزنی بوتل سے ضرب لگائی۔

وہ لڑکی جو امرحہ تھی۔ ویرا بجلی کی سی تیزی سے امرحہ کی طرف لپکی۔

کارل اور سائی بھی آگے پیچھے اس کی طرف آرہے تھے۔ اس کے سر پر ضرب لگتے دیکھ کر ساری زمین عالیان کے پیروں تلے سے کھسک گئی اور وہ بھاگتے بھاگتے رک گیا کیونکہ.....

دو فائر ہوئے۔

برازیلا اسٹیڈیم کے باہر پھیلا سارا دھواں عالیان کی آنکھوں میں گھس آیا۔ سارا بھاگتا دوڑتا ہجوم اس کے جسم کو روندنے لگا۔

وہ جہاں تھا' وہیں کھڑا رہ گیا۔

ایک فائر ربڑ کی گولی کا تھا۔

ویرا پوری شدت سے چلائی اور کتنے ہی لوگوں کو پھلانگتی ہوئی اس کی طرف آئی۔

"فریز!" دوسرا فائر ربڑ کا نہیں تھا۔

کارل اور سائی نے کتنوں کو ہی دھکے دے کر گرا کر اس تک پہنچ جانا چاہا۔ وہ دونوں اس سے چند قدم کے فاصلے پر پہنچ گئے۔

"فریز!"

"کچھ فیصلے صرف دائمی جدائی کے ہاتھوں ہی طے پاتے ہیں' اس سے پہلے خبر ہوتی ہے' نا احساس۔"

اطراف میں پھیلا دھواں' فورس کی نفری' بھاگتے دوڑتے اجسام..... سب ہی۔

"فریز....."

سب جامد ہو گیا۔

وہ سڑک پر گھٹنوں کے بل گری اور پھر اس کی پشت سڑک سے جا لگی۔ خون اس کے گرد پھیلنے لگا۔

"امرحہ!" اس نے چلانا چاہا' لیکن چلا نہیں سکا۔ وہ وہیں اس سے کچھ دور کھڑا تھا۔ وہ جو امرحہ کا عالیان تھا۔

اس نے اس کی طرف بھاگنا چاہا' لیکن بھاگ نہیں سکا۔

تو یہ ثابت ہو گیا۔ "جسم سے جان اس وقت نہیں نکلتی جب اپنی جان نکلتی ہے۔ یہ جان اس وقت نکلتی ہے جب جان سے پیارے کی جان نکلتی ہے۔"

"دعا واجب کر دی گئی۔ سماں ہجر کی منادی ہوئی۔"

اس کے جسم نے جان چھوڑ دی اور وہ گھٹنوں کے بل سڑک پر گرتا چلا گیا۔ اس کا اپنا جسم ٹکڑوں کی صورت منتشر ہوا۔

دنیا میں کوئی دہائی دینے کے لیے تیار ہوا۔

امرحہ کے سر پر پہنچنے سے پہلے کارل نے عالیان کی طرف دیکھا اور اس نے جانا کہ اگر ایک مر چکا تو دوسرا مرنے جا رہا تھا۔ کیونکہ عالیان نے اس انسان کی بند ہوتی آنکھیں دیکھ لیں' جن میں اس نے خود کو بند کر لیا تھا۔

اس کی آنکھ سے خون ٹپکنے لگا' جس کا رنگ سرخ نہیں تھا۔

امرحہ کے وجود سے عالیان کی اپنی زندگی قطرہ قطرہ بہنے لگی' جس کا رنگ سرخ ہی تھا۔

اے آنکھ تو کیوں روتی ہے
قافلے والے چلے گئے
اے آنکھ پھر تو کیوں روتی ہے
وہ مجھے پیچھے اکیلا چھوڑ گئے
اے آنکھ تو رونا بند کر
اس قافلے میں میرا محبوب تھا
افسوس! ہاں پھر تو رو.....

سانسیں رک گئی ہیں اور دل دھڑکنا بھول گیا ہے۔

(امرحہ اور عالیان کے درمیان اس کشمکش کا فیصلہ وقت کس انداز میں کرے گا۔ عالیان کی زندگی میں امرحہ ایک خوب صورت "یاد" بن کر زندہ رہے گی؟

(آخری قسط آئندہ ماہ)

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY